20

ہفت روزہ

# ندائے خلافت

لاہور

26 مئی 2004ء — 6 ربیع الثانی 1425ھ

www.tanzeem.org

## اس شمارے میں

شرم تم کو مگر نہیں آتی!

دجالی دور کا سب سے بڑا شرک

مادہ پرستی

رسولِ انقلاب ﷺ کا طریقِ انقلاب

کانگریس کی جیت

صبر و شکر

ہمارا تمہارا خدا بادشاہ

شنیدی نہ شنیدی!

ابلیس تیرے کھیل

تکلف برطرف

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

## مکافات کا قانون الٰہی

سورہ الشعراء کی آیت 20 میں ارشاد الٰہی ہے: ''تم میں سے جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے' اُس کی کھیتی کو ہم بڑھاتے ہیں' اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے' اسے ہم دنیا ہی میں دے دیتے ہیں' مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے''۔

یہ بڑا پیارا اور اٹل قانون ہے جو اختصار کے ساتھ یہاں بیان ہوا ہے۔ سورۂ بنی اسرائیل کے دوسرے رکوع میں اس موضوع کا نقطۂ عروج بیان ہوا ہے۔ ہر مضمون قرآن مجید میں کہیں نہ کہیں اپنی آخری شان میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس آیت میں فرمایا: ﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ﴾ ''جو کوئی طالب ہو آخرت کی کھیتی کا۔'' اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ فیصلہ کیجئے کہ آپ آخرت کے طالب ہیں یا دنیا کے؟ آپ کا مقصود و مطلوب آخرت ہے یا دنیا؟ عقبیٰ چاہئے یا دنیا چاہئے؟ فیصلہ کیجئے! شعوری طور پر فیصلہ ہو' پھر اس پر ڈٹ جایئے۔ یہ نہ ہو کہ دنیا ذرا ہاتھ سے جاتی دکھائی دی تو دل پژمردہ ہو گیا اور طبیعت مضمحل ہو گئی۔ اگر تم فیصلہ کر چکے ہو کہ تمھاری مراد آخرت ہے تو اگر دنیا میں کمی آ رہی ہے تو تمھیں کوئی پریشانی اور پشیمانی نہیں ہونی چاہئے۔ آدمی طے کرے کہ اوّلیت کس شے کو حاصل ہے' مقدم کیا ہے' مؤخر کیا ہے۔ یہ فیصلہ کرے پھر اس پر جم جائے' مستقیم ہو جائے۔ اسی فیصلے کو ارادہ کہا گیا ہے۔ اسی لفظ سے لفظ ''مُرِید'' بنتا ہے۔ اَرَادَ' یُرِیْدُ' اِرَادَةً اور اس سے اسم فاعل مرید ''ارادہ کرنے والا''۔ اب یا تو کوئی مرید ہے آخرت کا یا کوئی مرید ہے دنیا کا۔ فرمایا: ﴿مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ﴾ ''جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طلب گار ہے تو اس کی کھیتی میں ہم برکت دیتے رہتے ہیں۔'' اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں جو نیک اعمال انسان آگے بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں پروان چڑھاتا ہے' پالتا ہے' پوستا ہے' ترقی دیتا ہے۔ ﴿وَمَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا﴾ ''اور جو کوئی طالب بن جاتا ہے دنیا کی کھیتی کا۔'' جس کا مقصود و مطلوب دنیا بن گئی ﴿نُؤْتِهٖ مِنْهَا﴾ ''ہم اسے دے دیتے ہیں اس میں سے۔'' ہم یہ نہیں کرتے کہ جو بہر حال دنیا ہی کا طالب بن گیا ہے' جس کی مراد دنیا ہی ہو گئی ہے' اسے ہم دنیا سے بھی محروم کر دیں۔ لہٰذا دنیا میں اسے ہم کچھ دے دلا دیتے ہیں۔

﴿وَمَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ۝﴾ ''پھر ایسے شخص کے لئے آخرت میں کچھ حصّہ نہیں ہے۔'' تم یہ چاہو کہ یہ بھی ملے اور وہ بھی ملے' دو دو اور وہ بھی چپڑی' یہ مشکل ہے۔ طے کرو کہ کیا اصل مطلوب و مقصود اور مراد ہے! آخرت کے طلب گار ہو تو آخرت کی کھیتی میں برکتیں ہی برکتیں ہیں' بڑھوتری ہی بڑھوتری ہے' لیکن اگر تم طالب دنیا بن گئے ہو تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں سے تمھیں کچھ نہ کچھ ضرور دے دے گا لیکن آخرت میں تمھارا کوئی حصّہ نہیں ہے۔

ماخذ: ''توحید عملی''

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد

الھدیٰ (۱۴۵) | ڈاکٹر اسرار احمد

# سورۃ آل عمران (آیات 30 تا 32)

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿یَوۡمَ تَجِدُ کُلُّ نَفۡسٍ مَّا عَمِلَتۡ مِنۡ خَیۡرٍ مُّحۡضَرًا ۚۛ وَّمَا عَمِلَتۡ مِنۡ سُوۡٓءٍ ۚۛ تَوَدُّ لَوۡ اَنَّ بَیۡنَہَا وَبَیۡنَہٗۤ اَمَدًۢا بَعِیۡدًا ؕ وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۰﴾ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۰﴾ قُلۡ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۰﴾﴾

”جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پالے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش! اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی‘ اور اللہ تم کو اپنے (عذاب) سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔ (اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو‘ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا‘ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دو کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم مانو‘ اگر نہ مانیں تو اللہ بھی کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔“

اس دن کا تصور کرو جس دن ہر شخص ہر وہ عمل اپنے سامنے حاضر پائے گا جو اس نے کیا ہوگا۔ جو نیکی کی ہوگی اسے بھی موجود پائے گا اور جو بدی کمائی ہوگی اسے بھی موجود پائے گا۔ اس وقت ہر شخص یہ چاہے گا کہ کاش میرے اور میرے اعمال نامے کے درمیان اتنا فاصلہ آ جائے کہ میں اسے دیکھ نہ پاؤں‘ میری نگاہ بھی اس پر نہ پڑے۔ اللہ تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے یعنی اس کا خوف رکھ کر برائیوں سے بچو‘ اسی کا نام تقویٰ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں بہت شفیق ہے۔ یہ اس کی شفقت ہی ہے کہ تمہیں یہ Warning دے رہا ہے تاکہ تمہاری عاقبت خراب نہ ہو۔

کہہ دیجئے اے نبیؐ! کہ اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ اللہ سے محبت کرو‘ تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تو بخشنے والا اور مہربان ہے۔ یہ وہ آیت ہے جو بہت معروف ہے‘ مسلمانوں کو پسند بھی ہے۔ ہمارے ہاں جو وعظ ہوتے ہیں‘ تقریریں اور خطبے دیئے جاتے ہیں ان میں کثرت سے یہ آیت Quote کی جاتی ہے۔ پھر فرمایا اے نبیؐ! کہہ دیجئے اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی‘ اور اگر وہ پیٹھ موڑ لیں اور روگردانی کریں تو اللہ کو ایسے کافر پسند نہیں۔

اس اعتبار سے یہ دو آیتیں بہت اہم ہیں کہ ان میں رسول اللہ ﷺ کے لئے دو الفاظ آئے ہیں: اطاعت اور اتباع۔ اگر اطاعت نہ کی تو یہ کفر ہے۔ اطاعت تو لازم ہے۔ یہ اطاعت اس چیز میں ہے جس کا حکم دیا جاتا ہے کہ اسے کرو۔ مگر اتباع اس سے اوپر کی چیز ہے۔ انسان خود تلاش کرے کہ حضور ﷺ کیا کرتے تھے اور انہیں کیا پسند تھا۔ اگرچہ اس بات کا حضورؐ نے حکم نہیں دیا‘ مگر ایک شخص آپؐ کی پیروی میں کر رہا ہے۔ اس طرح اتباع کا دائرہ اطاعت سے وسیع ہوگیا۔ ایک شخص جس سے محبت کرتا ہے طبعاً اس کے ساتھ ایک مناسبت پیدا کرنا چاہتا ہے۔ محبوب کے لباس جیسا لباس وہ پہنتا ہے‘ اس کی پسند کا کھانا وہ بھی پسند کرتا ہے۔ اگرچہ ان کاموں کا حکم نہیں دیا گیا۔ ایک صحابیؓ کا واقعہ آیا ہے کہ کہیں دور سے آئے ہوں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی تو اس وقت آپؐ کے کرتے میں بٹن نہیں تھے۔ اس صحابی نے ساری زندگی اپنے کرتے کو بٹن نہیں لگائے۔ حضور ﷺ نے حکم تو نہیں دیا تھا‘ مگر آپؐ کا انداز اس نے اپنا لیا۔ یہ اتباع ہے۔

اتباع کے سلسلہ میں یہ بات بھی ہے کہ دین کے کچھ تقاضے ایسے بھی ہیں کہ انہیں جس درجہ میں رسول اللہ ﷺ نے پورا کیا اس درجہ میں پورا کرنا کسی دوسرے انسان کے بس میں نہیں۔ تاہم اس کی کوشش کرتے رہنا اتباع کا تقاضا ہے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے کوئی جائیداد نہیں بنائی۔ آغاز وحی کے بعد کوئی دنیوی کام تجارت وغیرہ نہیں کی بلکہ اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ اور توانائی کی ایک ایک رمق اللہ کے دین کی دعوت اور اقامت میں لگا دی۔ اب ایسا کرنا ہر کسی کے لئے تو مشکل ہے البتہ آئیڈیل یہی ہونا چاہئے۔ اسی کی طرف چلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اپنا تمام فارغ وقت اور وسائل اس کام کے اندر لگائے جائیں گے تو اتباع کا تقاضا کم از کم پورا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا یہ حلال ہے‘ یہ حرام ہے‘ یہ فرض ہے‘ یہ واجب ہے‘ تو اگر اس کی پیروی نہیں ہو رہی تو یہ کفر ہے۔ پس آپؐ کہہ دیجئے‘ اگر تم اللہ کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ دیکھو میں کیا کر رہا ہوں‘ میرے شب و روز کیا ہیں؟ کون سے کام ہیں جن میں میری توانائیاں لگ رہی ہیں۔ میری دلچسپیاں کیا ہیں۔ ان چیزوں میں میری پیروی کرو۔ پس تم اللہ کے محبّ نہیں‘ محبوب بن جاؤ گے۔ اور اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر لوگ اطاعت سے منہ موڑیں تو اللہ تعالیٰ کو ایسے کافر پسند نہیں۔ پس اطاعت رسولؐ کا انکار تو کفر ہوگیا۔

یہاں تک سورۃ آل عمران کی آیات تمہیدی ہیں۔ دین کے گہرے اصول بتائے گئے ہیں‘ دعائیں تلقین کی گئی ہیں‘ محکمات اور متشابہات کا فرق بتایا گیا ہے۔ اب اس کے بعد سارا خطاب براہ راست نصاریٰ سے ہے۔

فرمانِ نبوی | چوہدری رحمت اللہ بٹر

# سب سے زیادہ محبوب عمل

عَنِ ابۡنِ مَسۡعُوۡدٍ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ سَأَلۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ : اَیُّ الۡاَعۡمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ :((اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی وَقۡتِہَا)) قُلۡتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ :((ثُمَّ بِرُّ الۡوَالِدَیۡنِ)) قُلۡتُ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ :((ثُمَّ الۡجِہَادُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ)) (رواہ مسلم)

”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اللہ کے ہاں کونسا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ”نماز کو وقت پر ادا کرنا“۔ میں نے عرض کیا: پھر کونسا عمل؟ (اللہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے؟) آپؐ نے فرمایا: ”ماں باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا“۔ میں نے عرض کیا: پھر کونسا عمل؟ (اللہ کو زیادہ پسند ہے؟) آپؐ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا“۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابن مقالہ کے طرز میں خط ریحان


تاخلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
# ندائے خلافت
لاہور

| جلد | | شمارہ |
|---|---|---|
| 13 | 20 تا 27 مئی 2004ء / 29 ربیع الاول تا 6 ربیع الثانی 1425ھ | 20 |

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)


☆.☆.☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

## شرم تم کو' مگر نہیں آتی!

جس وقت ابوغریب جیل کے عراقی اسیروں پر امریکی فوجیوں کی وحشت خیز بربریت کی شرمناک تصویریں عالمی الیکٹرونک ذرائع ابلاغ اور پرنٹ میڈیا سے نشر ہو رہی تھیں' اور بش اور بلیئر اعلانِ ندامت کر رہے تھے' اور امریکہ کے اعلیٰ فوجی حلقوں اور سنجیدہ سیاسی حلقوں میں وزیر دفاع رمزفیلڈ کی فوری برطرفی کا مطالبہ کیا جا رہا تھا' عین اس وقت رمزفیلڈ خصوصی طیارہ پکڑتے ہیں اور عراقیوں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کے لئے ابوغریب جیل پہنچتے ہیں اور امریکی فوجیوں کے ''موریل'' کو بلند کرنے کے لئے فرماتے ہیں: ''امریکہ کے لئے' جمہوریت کے لئے' اعلیٰ انسانی اقدار کے لئے آپ کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ آپ بہت اچھا اور اعلیٰ کام کر رہے ہیں''۔ یہ اس بے شرمی' بے ضمیری اور ڈھٹائی کا ایک اور تازہ مظاہرہ ہے جو آج پوری دنیا کی نظر میں امریکہ کے لئے مخصوص ہو کر رہ گئی ہیں۔

رمزفیلڈ نے ابوغریب جیل کا یہ دورہ 13 مئی کو کیا تھا۔ ابھی وہ عراق ہی میں تھا کہ امریکہ کے مشہور اخبار ''دی نیویارکر'' نے مشہور انعام یافتہ صحافی سیمور ہرش کی ایک رپورٹ شائع کی' جس میں ناقابل تردید حقائق اور سی آئی اے کے سابقہ سینئر افسروں کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے کہ آج رمزفیلڈ ابوغریب کے شیطانی کارنامے کے بارے میں اظہار لاتعلقی کر رہے ہیں' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ''غیر انسانی آپریشن'' امریکہ کی وزارتِ دفاع نے رمزفیلڈ کی تحریک و منظوری سے کیا تھا۔ اس آپریشن کا موٹو یہ تھا کہ: ''جس کو چاہو دھنک ڈالو۔ جس کے ساتھ جو چاہو کرو۔ کھلی چھٹی ہے''۔ ہرش نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ''یہ بہیمانہ شیطانی کارروائی پہلی مرتبہ عراق میں نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ عراق سے پہلے افغانستان میں بھی یہ کارروائی آزمائی جا چکی تھی''۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکی فوج کا یہ ظالمانہ آپریشن صرف عراقیوں یا افغانیوں کے خلاف نہیں' بلکہ تمام مسلمانانِ عالم کے خلاف ہے۔ نوآبادیاتی فوجیوں نے کینیا' الجزائر' انگولا' موزمبیق' فلسطین' فلپائن' آچے' انڈونیشیا' کشمیر' بوسنیا اور چیچنیا میں گزشتہ سو ڈیڑھ سو سال سے جو مصائب ڈھا رکھے ہیں' ابوغریب جیل کی مثال اسی سلسلۂ شب و ستم کی تازہ کڑی ہے۔ 1900ء سے 1904ء کے دوران میں فلپائن پر قبضہ جماتے وقت امریکی فوجیوں نے تقریباً ایک لاکھ نہتے' غیر مسلح' غیر فوجی مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ 2001ء میں افغانستان میں شمالی اتحاد کے کمیونسٹ فوجیوں نے امریکہ کی سپیشل فورس کے ساتھ مل کر تین ہزار محبوس طالبان کو قلعہ جنگی میں جس بے دردی سے ہلاک کیا' وہ کون بھول سکتا ہے۔ افغانستان اور عراق کے ساتھ ساتھ امریکیوں نے ڈیگوگارشیا' اردن' مصر اور گوانتاناموکی جیل میں مسلمان قیدیوں کے ساتھ جو بدسلوکی اب تک کی جا رہی ہے' وہ کون فراموش کر سکتا ہے۔ بوسنیا' ہرزیگووینا اور البانیہ کے مسلمانوں کے قتل عام کے وقت سربیا کے فوجی قہقہے لگاتے رہے اور یورپ اور امریکہ کے اربابِ اقتدار نے یہ معاملہ اقوام متحدہ میں لانے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ مسلمان قیدیوں' اور مسلمان بے شک دشمن کی قید میں نہ ہوں' تب بھی ان کی توہین' تضحیک' تذلیل' غیر انسانی سلوک' بدترین وحشیانہ بربریت' اور جو غیر مہذب' عریاں جنسی طریقے امریکی فوجی افغانستان اور عراق میں اختیار کئے ہوئے ہیں' یہ طریقے وہی ہیں جو 1917ء سے آج تک یہودی فلسطینی مسلمانوں کو کچلنے کے لئے اختیار کر رہے ہیں۔ عراقیوں کا غرور توڑنے کے لئے امریکہ سے جو خصوصی فوجی بھیجے گئے ہیں' وہ امریکی معاشرے کے نچلے طبقے' اور خصوصاً جنوبی ریاستوں اور عیسائیت کے اُن لڑاکا فرقوں سے تعلق رکھتے ہیں جو اسلام اور مسلمانوں سے دیرینہ عداوت اور شدید نفرت کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ جو خود کو دنیا کا متمدن ترین ملک قرار دیتا اور اپنے تہذیبی نظام کو پوری دنیا پر مسلط کرنے کا عزم رکھتا ہے۔ پوری طرح بے نقاب ہو چکا ہے اور اس کا اصل روپ جو نہایت بھیانک اور انتہائی مکروہ ہے' پوری دنیا کے سامنے آ گیا ہے۔ اور یہی اس کی سب سے بڑی اخلاقی شکست ہے۔ ''چہرہ روشن اندروں چنگیز سے تاریک تر'' کے مطابق تمام وحشیانہ مظالم اور حیوانی زیادتیوں کے باوجود امریکہ عراق میں جنگ ہار چکا ہے۔ ہار کی تازہ نشانی یہ ہے کہ بغداد میں ایک خودکش حملے میں عراقی گورننگ کونسل کے سربراہ کو بھی' اس کے دس ذاتی محافظوں سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ ویت نام کی جنگ میں نیپام بم کے دھماکے کے خوف سے لرزتی ہوئی' بھاگتی ہوئی ایک عریاں لڑکی کا فوٹو' جو عالمی میڈیا میں چھپا تھا' امریکی شکست کا نشان بن گیا تھا۔ اب ایک صندوق پر کھڑے ہوئے نقاب اوڑھے ہوئے عراقی قیدی کا فوٹو جس کے ہاتھوں پر بجلی کے تار باندھے ہوئے ہیں' اللہ نے چاہا تو امریکی شکست کا نشان ثابت ہوگا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اب امریکہ کو ویت نام کی طرح عراق سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا۔ اندیشہ یہ ہے کہ کوئی اگر راستہ دے گا تو اس کا ''بے ضمیر دوست'' پاکستان دے گا جو ان سطور کی تحریر کے وقت سکیورٹی کونسل (اقوام متحدہ) کی صدارت کرتے وقت کسی ایسی عالمی امن فوج کے قیام کی راہ ہموار کرے گا جو امریکہ کی فوج کو وہاں سے نکالنے کا راستہ دکھا سکے۔ موقع کی مناسبت سے غالب کا یہ مصرع یاد آ رہا ہے ع

شرم تم کو' مگر نہیں آتی

اس کا اطلاق امریکہ پر کیا جائے یا پاکستان پر' یا دونوں پر؟

(مدیر مسئول)

## عراقی وزیر اعظم کا قتل

❁ 17 مئی کو عراق کی گورننگ کونسل کے سربراہ عزالدین سلیم ایک بم دھماکے میں ہلاک ہو گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عراق میں صورت حال کتنی کشیدہ اور نازک ہے۔ عزالدین سرکردہ شیعہ رہنما اور ممتاز صحافی تھے۔ انہوں نے ماضی میں کئی اخبارات کی ادارت کی تھی۔ یاد رہے کہ 30 جون کو امریکہ نے رسمی طور پر عراق کا اقتدار عارضی حکومت کے حوالے کرنا ہے۔ اس واقعے کے بعد تجزیہ نگار یہ بحث کر رہے ہیں کہ عارضی حکومت ملک چلا سکے گی یا نہیں؟ تاہم عارضی حکومت سے وابستہ رہنماؤں کا کہنا ہے اس قسم کے پرتشدد واقعات ان کی ہمت پست نہیں کر سکتے اور نہ ہی اقتدار کی منتقلی کا عمل رکے گا۔

## گجرات ـــــ نفرت کی سیاست کا خاتمہ

❁ بھارت کے صوبے گجرات سے تعلق رکھنے والا کرم دین آج بہت خوش ہے کیونکہ اب وہاں ہندو قوم پسندوں کی حکومت نہیں رہی۔ 2002ء میں ہندو انتہا پسندوں نے اس کے 70 سالہ باپ کو پہلے شہید کیا پھر اس کی لاش جلا کر خاکستر کر ڈالی تھی۔ گجرات بھارتیہ جنتا پارٹی کا گڑھ سمجھا جاتا تھا مگر حالیہ انتخابات میں وہ یہاں کی 26 نشستوں میں سے صرف 14 جیت سکی۔ ماہرین کا خیال تھا کہ 24 نشستیں یقیناً اس کی جیب میں ہیں۔

صوبہ گجرات میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی شکست خود ہندو پرستوں کے لئے باعث حیرت ہے۔ 2002ء کے مذہبی فسادات میں جس طرح ہندو قوم پرستی نے جنم لیا تھا' اسے دیکھتے ہوئے انہیں اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ ان کے بارے میں دراصل مسلمانوں کے علاوہ قبائلیوں اور ان ہندوؤں نے خاص کردار ادا کیا جو اب بھارتیہ جنتا پارٹی کی سیاسی چالیں سمجھ چکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ بی جے پی نے وہ فسادات اس لئے کرائے کہ وہ ہندوؤں کی حمایت حاصل کر سکے جن کی صوبے میں اکثریت ہے"۔

گجرات کی آبادی پانچ کروڑ ہے اور اس میں ایک کروڑ قبائل شامل ہیں۔ روایتی طور پر ان کے مسلمانوں سے اچھے تعلقات ہیں مگر 2002ء میں بی جے پی نے ان میں نفرت کی ایسی آگ بھڑکائی کہ زیادہ تر قبائلی علاقوں ہی میں مسلمانوں کو شہید کیا گیا۔ مگر اس بار انتخابات میں مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کو بھڑکانے کا بی جے پی منصوبہ ناکام ہو گیا کیونکہ اس بار موضوع بحث بجلی کی قیمت میں اضافہ اور پانی کی کمی تھی۔ یاد رہے کہ صوبہ گجرات میں اب کانگریس کی حکومت بننے والی ہے۔ امید ہے کہ وہ انتہا پسند ہندوؤں کو قابو میں رکھے گی اور مسلمانوں کو ان کے حقوق دلوائے گی۔

## ترک ارکان اسمبلی کا جرأت مندانہ فیصلہ

❁ تیرہ مئی کو طویل اور بحث و مباحثہ سے پر اجلاس کے بعد ترک پارلیمان کے ارکان نے تعلیمی اصلاح کا وہ بل منظور کر لیا جس کے ذریعے اب دینی مدارس سے تعلیم پانے والے طلبہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے اسلامیات کے علاوہ دیگر علوم کی ڈگریاں بھی حاصل کر سکیں گے۔ یوں سرکاری محکموں میں ان کی ملازمت کا راستہ کھل گیا ہے۔ ترک فوج اس بل کی سخت مخالف تھی جو اپنے آپ کو ترکی کے سیکولر آئین کا محافظ اور اتاترک کے نظریات کا وارث سمجھتی ہے۔ مگر ترک ارکان اسمبلی طاقتور ترک فوج کو خاطر میں نہیں لائے اور جیسا ان کے ضمیر نے کہا' اس پر عمل کر کے دکھایا۔

## چیچنیا ـــــ دنیا کا پر آشوب علاقہ!

❁ جب کبھی روسی صدر پیوٹن سے کوئی صحافی چیچنیا کی صورت حال پر سوال پوچھتا تو وہ بڑے طمطراق سے جواب دیتے بھئی وہاں تو جنگ ختم ہو چکی۔ اب وہاں امن و امان ہے۔ مگر پچھلے دنوں اس بم دھماکے نے ان کی خوش فہمی دور کر دی جس میں چیچنیا کے صدر احمد قادریوف اور وہاں پر موجود روسی فوج کے سربراہ جنرل ویری برنوف مارے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ چیچنیا میں تحریک آزادی سے وابستہ مجاہدین تقریباً ہر روز روسی فوج پر حملے کرتے اور اسے زبردست نقصان پہنچاتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ہر مہینے چیچنیا میں بیس سے پچاس روسی فوجی مجاہدین کے ہاتھوں ہلاک ہوتے ہیں مگر روس کے ذرائع ابلاغ سرکاری کنٹرول میں ہیں لہٰذا حملوں کی تشہیر نہیں ہو پاتی۔

تاریخ گواہ ہے کہ روس نے اپنے علاقے میں آباد مسلمانوں پر جتنے ظلم ڈھائے ہیں وہ کسی اور غیر مسلم قوم نے نہیں ڈھائے۔ اب بھی روسی فوج کے ہاتھوں چیچن باشندوں کی تذلیل' بے حرمتی اور قتل عام روز کا معمول ہیں۔

مغربی دنیا کے ذرائع ابلاغ بھی چیچنیا کے معاملے میں خاموشی اختیار کئے رکھتے ہیں' کیونکہ نائن الیون کے واقعہ کے بعد ماسکو اور واشنگٹن میں یہ معاہدہ طے پا گیا کہ روس دہشت گردی کی جنگ میں امریکہ کی مدد کرے گا۔ بدلے میں روس چیچنیا میں من مانی کارروائیاں کرتا رہے' اور امریکہ کچھ نہیں کہے گا۔

امریکیوں کا دعویٰ ہے کہ چیچن گوریلوں کا تعلق القاعدہ سے ہے۔ چیچن مجاہدین نے القاعدہ سے تعلقات استوار کر رکھے ہیں' مگر یہ الزام لگانے والے کیوں بھول جاتے ہیں کہ چیچنیا کا مسئلہ دو سو سال پرانا اور روسی سلطنت کی پیداوار ہے۔ روسی اپنی سلطنت میں توسیع کرنے کے لئے جب قفقاز میں داخل ہوئے تو مسلمانوں کو مطیع کرنے کے لئے بڑے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے۔ ان کی تفصیل ٹالسٹائی اور لرمنتوف کے تخلیقی ادب پاروں میں آج بھی موجود ہے۔ (ناول "حاجی مراد" کا شمار تو کلاسیکی ادب میں ہوتا ہے)۔ دوسری جنگ عظیم میں جب چیچنیوں نے ترکوں اور جرمنوں کا ساتھ دیا تو جنگ کے خاتمے پر سٹالن نے چیچنیا کی پوری آبادی کو چھکڑوں پر سوار کروایا اور انہیں وسطی ایشیا بھجوا دیا۔ اس نے ہزاروں نہتے اور بے گناہ مسلمان شہید کروا دیئے۔ روس اپنی فوج ہزاروں میل دور نہیں بھجوا رہا بلکہ اپنے پچھواڑے جنگ لڑنے میں مصروف ہے جو اس کی نوآبادیاتی تاریخ کی آخری جنگوں میں ایک ہے۔ فی الحال اسے جیتنے کا امکان نظر نہیں آتا مگر جناب پیوٹن جیت گئے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی سابقہ نوآبادیوں کو طاقت و برتری کے ذریعے مرعوب کرنے کی کوشش کریں۔

روس چیچن مجاہدین کے کمانڈر اسلان مسخادوف کو قفقاز کا اسامہ بن لادن قرار دیتا ہے مگر یہ سوچ بالکل غلط ہے کیونکہ اسلان ۱۹۹۷ء میں شفاف انتخابات کے ذریعے چیچنیا کے صدر منتخب ہوئے تھے مگر روس نے زبردستی انہیں ہٹا دیا۔ اگر روسی چاہتے تو اسلان مسخادوف سے سیاسی مذاکرات کے ذریعے مسئلے کا حل تلاش کر سکتے تھے مگر انہوں نے اپنی طاقت کا استعمال ضروری سمجھا۔ اب اگر صدر پیوٹن کا ملک چیچن مجاہدین کے حملوں کا نشانہ بن رہا ہے' تو چیخ و پکار کیسی؟ کیا حق کی خاطر لڑنے والے بھی موجودہ مسلمان حکمرانوں کی طرح حالات سے سمجھوتہ کر کے چپ سادھ لیں؟

## شیعہ سنی اتحاد ـــــ وقت کا تقاضا!

عراقیوں پر بڑھتے ہوئے امریکی مظالم عراق میں شیعہ اور سنی آبادی کو ایک دوسرے کے قریب لے آئے ہیں اور اب وہ ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر غاصبوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ بغداد کے الاحمیہ علاقے میں ابوحنیفہ مسجد عراقی سنیوں کا مرکز ہے۔ مسجد کے امام موید ال ارحمی کہتے ہیں "امریکی نجف اور کربلا پر حملے کر رہے ہیں اور وہاں انہیں مزاحمت کا سامنا ہے۔ ہم پوری طرح اس مزاحمت کی حمایت کرتے ہیں"۔ سنی اور شیعہ رہنماؤں کا کہنا ہے کہ اب سنی شیعہ' عرب یا کرد کا سوال نہیں کیونکہ اب ہمیں غلام بنانے کی کوشش ہو رہی ہے عراقی یہ کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔ اب ہر عراقی کا نصب العین امریکی سامراج سے آزادی حاصل کرنا ہے' خواہ اس کی خاطر کتنا بھی خون بہانا پڑے۔

☆ مادہ پرستی درحقیقت شرک فی الصفات ہے' جو دجالی فتنے کا سب سے بڑا مظہر ہے

دنیاوی نعمتوں کے حصول کو اپنی ہنرمندی اور محنت کا نتیجہ سمجھنا بھی شرک ہی کی ایک شکل ہے

# دجالی دور کا سب سے بڑا شرک: مادہ پرستی

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 7 مئی 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

✿ سورۃ الکہف کے پانچویں رکوع میں ایک قصہ کے پیرائے میں بہت اہم پیغام دیا گیا ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی انفرادی خصوصیت کے حوالے سے اس قصے میں دجالی دور کے سب سے بڑے شرک کی نشاندہی کی گئی ہے۔ شرک محض یہی نہیں ہے کہ پتھر کی مورتیوں کو معبود سمجھ کر انہیں سجدہ کیا جائے' بلکہ ہر دور کا شرک مختلف صورتوں میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ بقول اقبال ؎

اس دور میں مے اور ہے' جام اور ہے' جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور
مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور

تہذیب کے آزر ہر دور میں ایک نیا صنم لے کر آتے ہیں' لیکن اس کو پہچاننے کے لئے بڑی گہری نظر کی ضرورت ہوتی ہے۔ شرک کی ایسی ایسی صورتیں بھی ہیں کہ حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کو پہچاننا اور ان کا شعور رکھنا اتنا ہی مشکل ہے جیسے کسی تاریک رات میں سیاہ پتھر پر رینگتی ہوئی ایک سیاہ چیونٹی کو دیکھنے کی کوشش کی جائے۔ علامہ اقبال نے عہد حاضر کے ایک بہت بڑے شرک وطنیت کا انکشاف کیا تھا۔ ؎ ''ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے''۔ لیکن وہ دور بھی گزر گیا۔ اب ابلیسی قوتیں ایک گلوبل ویلج کا تصور ابھار رہی ہیں۔

دجالی دور کا سب سے اہم شرک مادہ پرستی ہے' جسے پہچاننا خاصا مشکل ہے۔ شرک کی جو تقسیم کی گئی ہے' اس میں نمایاں ترین ''شرک فی الذات'' ہے' جو کہ سب سے گھناؤنا اور عریاں شرک ہے۔ شرک کی ایک قسم شرک فی الصفات ہے' یعنی کسی کو اللہ کی صفات کے برابر درجہ دینا۔ یہ علمی نوعیت کا شرک ہے' جسے پہچاننے میں بڑی گہری نظر کی ضرورت پڑتی ہے۔ مادہ پرستی کا تعلق بھی شرک فی الصفات سے ہے' لہٰذا اس کو اللہ تعالیٰ نے ایک تمثیل کے ذریعے واضح کیا ہے۔ یہ پیغام کو پہنچانے کا بڑا بلیغ انداز ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس کی حقیقت تک پہنچ جائے۔

قرآن نے دنیا کو متاعِ غرور قرار دیا ہے۔ دجالی دور میں یہ دھوکا دو جہات سے بے پناہ بڑھ گیا ہے اور دنیا بالکل ہی فریب بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس غیب میں رکھا ہے' اس کے حوالے سے دو چیزیں ہمارے اوپر حجابات ہیں۔ ایک حجاب تو یہ ہے کہ دنیا کی زندگی کو ہمارے لئے مزین کر دیا گیا کہ ہماری نگاہیں اس میں کھب جائیں اور اصل حقیقت تک نہ اٹھیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے آج یہ زیب و زینت کروڑ گنا بڑھ گئی ہے۔ دوسرا حجاب یہ ہے کہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ نے اسباب وعلل کا سلسلہ فرمایا۔ مثلاً خاص موسمی حالات پیدا ہو جائیں تو بارش ہوتی ہے' ہوا کا دباؤ کم ہو جائے تو آندھی چلتی ہے' دوا کھانے پر شفا ہوتی ہے جبکہ ایمان کا حاصل یہ ہے کہ شفا دینے والا اللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ تدبیر بھی اسباب وعلل کے اندر ہی فرماتا ہے۔ چنانچہ ہماری نگاہیں اسباب میں الجھ جاتی ہیں اور مسبب الاسباب تک نہیں جاتیں۔ اس بے خدا سائنس نے اسباب وعلل کے سلسلے پر غیر معمولی کنٹرول حاصل کیا ہے۔ قوانین فطرت دریافت کئے گئے' جن کو بروئے کار لا کر سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی ہو رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان نے اسباب ہی کو حتمی حیثیت دے دی ہے اور ان کے پیچھے اصل مدبر الامر تک اس کی نگاہ نہیں جاتی۔ چنانچہ اب بیماری سے صحت یابی کے لئے اللہ تعالیٰ کو حقیقی طور پر شافی الامراض سمجھنے کے بجائے ہمارا ایمان بڑے سے بڑے ڈاکٹر اور مہنگی سے مہنگی دوائی پر ہو گیا ہے۔ رزق کے معاملے میں ہم اللہ کے فضل کے امیدوار ہونے کے بجائے اپنی محنت' علم اور بھاگ دوڑ کو فیصلہ کن امور گردانتے ہیں جبکہ قرآن کی رو سے جو شخص تقویٰ اختیار کرے اور حرام سے بچے' اللہ اس کے لئے راستے نکالے گا اور وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اسے سان گمان بھی نہیں ہوگا۔ دنیاوی وسائل و اسباب کا حجاب پہلے بھی تھا لیکن اب یہ کئی گنا زیادہ دبیز ہو گیا ہے۔ اب اصل مسبب الاسباب تک پہنچنا ناممکن سا ہو گیا ہے۔ یہ اصل میں شرک فی الصفات ہے۔ ہم نے اس مادے اور ان اسباب کو وہ مقام دے دیا ہے جو اللہ کو دینا چاہئے تھا۔ چنانچہ اس دور کا سب سے بڑا شرک مادہ پرستی ہے جو کہ اسی دجال فتنے کا نتیجہ ہے۔ سورۃ الکہف کے پانچویں رکوع میں یہ پیغام کیسے ملتا ہے' اس کے مطالعے سے یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

آغاز میں فرمایا گیا: ''(اے نبی!) ان کے سامنے مثال بیان فرمایئے دو اشخاص کی''۔ آیا یہ حقیقتاً ایک واقعہ ہے یا پھر تفہیم کے لئے تمثیل بیان کی گئی' مفسرین کے نزدیک دونوں امکانات ہیں۔ ''ان میں سے ایک شخص کو ہم نے انگوروں کے دو باغات عطا کئے تھے' اور ان (باغات) کو کھجور کے درختوں سے گھیرا تھا' اور ان دونوں کے درمیان زراعت بھی رکھی تھی''۔ ایک ایسے شخص کا حال بیان کیا گیا ہے جس کے پاس دنیوی مال و اسباب کثرت سے ہیں اور ان کی حفاظت کا سامان بھی ہے۔ اسے دو باغات دیئے گئے اور ان کے اردگرد کھجور کے درختوں کی باڑھ لگائی گئی۔ قرآن کے اوّلین مخاطب چونکہ اہل عرب تھے لہٰذا ان کے ذہن سے قریب ہو کر بات کی گئی ہے۔ ان کے ہاں بڑے سردار اور رئیس کا تصور یہ تھا کہ وہ طائف میں انگوروں کے باغات کا مالک ہو۔ ان پھلوں کے درختوں کو آندھی سے

بچانے کے لئے کناروں پر کھجور کے مضبوط درختوں کی قطار لگا دی گئی جبکہ درمیان کی زمین میں کھیتی باڑی بھی ہو رہی ہے۔ یہ ایک مثالی باغ کا تصور ہے جو کسی عرب کے ذہن میں ہو سکتا تھا۔

"دونوں باغات نے بھرپور پھل دیا اور بارآور ہونے میں ذرا سی کسر بھی نہ چھوڑی۔ اور ہم نے ان کے درمیان چشمہ بھی جاری کر دیا تھا"۔ یعنی قدرتی طور پر آب پاشی کا ایک نظام بھی قائم تھا۔ "اور اس شخص کو خوب نفع حاصل ہوا"۔ یعنی اسے مزید دنیوی ساز و سامان اور خاص طور پر اولاد بھی اللہ تعالیٰ نے وافر عطا کی تھی۔ دنیا میں جو کچھ کسی شخص کو مل سکتا ہے' اسے بھرپور طور پر ملا۔ "اس نے اپنے ساتھی سے کہا جب وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے' کہ میں تم سے بڑھ کر ہوں مال کے اعتبار سے بھی اور نفری کے اعتبار سے بھی"۔ بین السطور سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے شخص کو دنیوی مال و اسباب نہیں ملا تھا۔ وہ کوئی درویش تھا جبکہ یہ اپنے مال و اسباب کے گھمنڈ میں مبتلا تھا۔

"اور وہ شخص اپنے باغ میں داخل ہوا (اس حالت میں) کہ اپنے اوپر ظلم کر رہا تھا"۔ مراد یہ ہے کہ وہ گھمنڈ اور دولت کے نشے میں بات کر کے حقیقت کے اعتبار سے خود کو جہنم کا ایندھن بنا رہا ہے۔ "کہا اس نے کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ (باغ) کبھی تباہ و برباد ہو سکتا ہے"۔ اسے یہ یقین اس لئے تھا کہ باغ کی حفاظت ہر پہلو سے کی گئی تھی۔ اسے اسباب و وسائل اور ہنرمندی پر پورا بھروسا جبکہ کسی برتر ہستی کے وجود سے انکار تھا۔ اسی ترنگ میں آ کر وہ کہتا ہے کہ "میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت قائم ہو گی"۔ یہ ایک ذہنیت ہے جس کی قرآن نے مکمل تشریح کر دی ہے' یعنی زندگی بار بار نہیں ملتی لہٰذا اس سے اچھی طرح لطف اندوز ہو لو۔ "اور اگر میں اپنے رب کی جانب لوٹا دیا گیا تو یقیناً میں وہاں بھی اس سے بہتر پاؤں گا"۔ یہ دنیا پرستانہ ذہنیت ہے کہ اول تو قیامت نہیں آئے گی' اصل حقیقت اسی دنیا کی ہے اور بالفرض اگر ایسی کوئی صورت ہو بھی گئی تو وہاں مجھے اس سے بہتر مال و اسباب ملے گا۔ شیطان کے بہکانے سے انسان یہ سوچنے لگتا ہے کہ اگر اسے یہ سب کچھ ملا ہے تو یقیناً اس کے اندر کچھ ہنرمندی ہے۔ اللہ کی ساری نعمتیں اگر مجھے مل رہی ہیں جبکہ دوسرے لوگ جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں تو یقیناً میرے اندر کوئی نہ کوئی خوبی ہے۔ جو لوگ دنیا کے پیچھے ہلکان ہوتے ہیں' حقیقت میں ان کی سوچ یہی ہوتی ہے چاہے وہ الفاظ زبان پر نہ لائیں۔

"اس شخص کو دوسرے (جسے مال و اسباب دنیوی سے حصہ نہیں ملا تھا) نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ کیا تُو کفر کرتا ہے اس اللہ کا جس نے تجھے مٹی سے' پھر ایک نطفے سے پیدا کیا' اور پھر تجھے بنا سنوار کر ایک مرد بنا دیا"۔ اس جملے میں کچھ جلال بھی ہے کہ ذرا اپنی اوقات تو دیکھ! یہ اسی اللہ کی خلاقی ہے کہ اس نے تمہیں گندے پانی کی بوند سے ایک پورا آدمی بنا دیا۔ "نہیں' بلکہ میرا رب تو وہی اللہ ہے' اور میں اپنے رب کے ساتھ ہرگز شرک کرنے کو تیار نہیں"۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ اگرچہ اس سرمایہ دار نے نہ تو اللہ کا انکار کیا اور نہ ہی صاف طور پر آخرت کا انکار کیا' لیکن اس کے باوجود جواباً وہ درویش کہہ رہا ہے کہ تُو نے شرک کیا ہے اور میں اس فعل میں شریک ہونے کو تیار نہیں ہوں۔ لہٰذا اسباب و وسائل پر بھروسا کرنا اور دنیاوی نعمتوں کے حصول کو اپنی ہنرمندی کا نتیجہ سمجھنا بھی شرک ہی کی ایک شکل ہے۔

ابھی اس درویش کی اپنے ساتھی کو نصیحت جاری ہے۔ "اور کیوں نہ ایسا ہوا کہ جب تُو اپنے باغ میں داخل ہوا تو کہتا: ماشاء اللہ"۔ صحیح طرز عمل یہ تھا جبکہ تُو نے گھمنڈ کیا اور کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ باغ کبھی تباہ ہو سکتا ہے۔ "کوئی قوت نہیں ہے مگر جتنی اللہ نے دی ہے"۔ اللہ جب چاہے اس قوت کو سلب کر سکتا ہے۔ یہ توحیدی تصور ہے جبکہ شرک یہ ہے کہ کوئی میری اس قوت کو سلب نہیں کر سکتا۔ اس فرق کو پہچاننا ضروری ہے۔ "اگر تُو نے دیکھا کہ میں کم تر ہوں تجھ سے مال اور اولاد کے لحاظ سے تو کوئی بعید نہیں کہ تیرا رب مجھے تیرے باغات سے بہتر عطا کر دے (اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی)"۔ یہ اس کا اختیار ہے۔ اصل نکتہ اس میں یہ ہے کہ یہاں اللہ جو کچھ دے رہا ہے وہ درحقیقت آزمائش کے لئے ہے' اگر مجھے نہیں دیا تو گویا اس امتحان سے بچا لیا گیا۔ "اور تیرے اس باغ کے اوپر آسمان سے کوئی آفت نازل فرما دے تو وہ بالکل چٹیل میدان ہو جائے' یا اس (باغ) کا پانی گہرا اتر جائے' اور پھر تو اس پانی کو حاصل کرنے پر قادر نہیں ہو سکے گا"۔ اس وقت تو تجھے آب پاشی کے نظام پر بھروسا ہے۔

آخرکار واقعتاً ایسا ہوا کہ کوئی آفت سماوی آئی اور ایک دن اور رات میں وہ باغ چٹیل میدان ہو گیا۔ "اور سمیٹ لیا گیا اس کا سارا پھل' پھر رہ گیا وہ کفِ افسوس ملتا اپنے اس مال پر جو اس نے لگایا تھا۔ وہ (باغ) اس کی نگاہوں کے سامنے گرا پڑا ہوا تھا چھتوں کے بل' اور وہ کہنے لگا کہ کاش میں نے اپنے رب کے ساتھ شرک نہ کیا ہوتا"۔ یہ وہی مادہ پرستی کا شرک ہے کہ ہم مادے کو اللہ کی جگہ لے آتے ہیں۔ "اور نہیں ہوا اس کے پاس کوئی جتھا کہ جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کرتا"۔ جب اللہ کا فیصلہ آ گیا تو اس کی پکڑ سے کوئی بچا نہیں سکتا' حالانکہ اسے اپنی نفری پر بھروسا تھا۔ "اور نہ وہ خود ہوا بدلہ لینے کے قابل"۔ اب آخری بات بڑی اہم ہے: "(جان لو کہ) یہاں اصل اختیار اللہ ہی کا ہے جو الحق ہے' اسی کا انعام بہتر ہے اور وہی انجام بخیر ہے جو وہ دکھائے"۔ موجودہ حالات میں محسوس ہوتا ہے کہ اختیار تو اللہ کے بجائے کسی اور کے پاس ہے' یہاں نتائج اسباب کے ذریعے سے نکلتے ہیں' زمینی حقائق کچھ اور ہیں اور اللہ پر توکل کر کے کوئی مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ سوچ دجل و فریب ہے۔

توحید صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہے بلکہ توحید یہ بھی ہے کہ کل اختیار کا مالک وہ ہے۔ فاعلِ حقیقی اور مؤثرِ حقیقی بھی وہی ہے۔ اشیاء میں تاثیر اس نے ڈالی ہے لیکن وہ جب چاہے انہیں سلب کر سکتا ہے۔ اس کائنات کو پیدا کر کے اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق نہیں ہو گیا بلکہ اس کی حکومت عرش پر قائم ہے اور وہ اپنے اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ قرآن مجید کی رو سے اگر اللہ تعالیٰ انسان کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو اسے کوئی اس نقصان سے بچا نہیں سکتا سوائے خود اللہ کے۔ اگر یہ سوچ نہیں ہے تو توحید میں خامی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کوئی خیر پہنچانا چاہے تو کوئی نہیں جو اس خیر کو ٹال سکے۔ آنحضورﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے اس بات کو بڑی خوبصورتی سے بیان فرمایا تھا کہ اس بات کو ذہن نشین کر لو اگر پوری نوع انسانی مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو نہیں پہنچا سکتی مگر اسی قدر جس کی اللہ کی طرف سے منظوری آئے' اور اگر سب مل کر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتے مگر اسی قدر جتنا [illegible] نے مشیت میں طے کیا ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے۔

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ اہل ایمان میں سے بھی ایک بڑی تعداد کسی نہ کسی شرک میں مبتلا ہے۔ مادہ پرستی کا شرک آج مسلمانوں کی ایک عظیم اکثریت کے ذہنوں پر سوار ہے۔ یہ دجالی فتنے کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ یہاں پر دو چیزوں کا ذکر آیا ہے جس کی وجہ سے مادہ پرستی ہے۔ اسے شرک فی العبادۃ کہا گیا ہے۔ فرمایا گیا: اے نبی کیا آپ نے اس شخص پر غور کیا جس نے اپنی خواہش نفس کو ہی اپنا معبود بنا لیا"۔ آنحضورﷺ نے فرمایا: تباہ ہو جائے درہم و دینار کا بندہ۔ سورۃ الکہف کے آخری الفاظ ہیں: "اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک مت کرنا"۔ دوسری شے گمراہی ہے یعنی مادی اسباب و وسائل پر بھروسا۔ یہ شرک فی الصفات ہے۔ اس کا ذکر پانچویں رکوع میں ہے۔ اس سے پہلے بیان ہوا کہ: وہ اپنے اختیار میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اس دجالی فتنے کا اصل سبب شرک فی الذات ہے جس کا ذکر پہلے رکوع میں ہے۔ اس اعتبار سے شرک کی تینوں اقسام کو اس سورہ میں بیان کیا گیا ہے اور ان تینوں کا تعلق دجالی دور سے بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرک کی ہر شکل سے محفوظ رکھے اور ایمان و یقین اور توکل کی دولت عطا فرمائے۔ آمین! (مرتب: محمد خلیق)

تجزیہ

# کانگریس کی جیت

## ایوب بیگ مرزا

آزاد بھارت کو جنم دینے والی ایک سو چوبیس سالہ سیاسی جماعت کانگریس جواب اندرا کانگریس کے نام سے موسوم ہے۔ ملک کے چودھویں انتخاب کے نتیجہ میں ایک بار پھر عوامی مینڈیٹ حاصل کر چکی ہے۔ اٹل بہاری واجپائی جن کا تعلق بی جے پی سے ہے اور جو این ڈی اے کے سربراہ تھے نے وزارت عظمیٰ سے اپنا استعفیٰ صدر بھارت کو پیش کر دیا ہے اور شکست قبول کر لی ہے۔ چند ماہ پہلے جب واجپائی نے لوک سبھا توڑ کر قبل از وقت نئے انتخابات کا اعلان کیا تھا تو اس وقت یہ تاثر سامنے آیا تھا کہ چونکہ بی جے پی اور واجپائی کی مقبولیت اس وقت پورے عروج پر ہے لہٰذا اس موقع کو غنیمت جان کر اس مقبولیت کو کیش کروانے کے لئے وقت سے چھ ماہ پہلے انتخابات کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ پھر الیکٹرونک اور پرنٹ میڈیا میں ان تبصروں اور تجزیوں کی بھرمار ہو گئی جن میں یہ کہا اور لکھا گیا کہ آنے والی پارلیمنٹ میں بی جے پی کی پوزیشن مزید مستحکم ہو گی اس کی نشستیں بڑھ جائیں گی اور اندرا کانگریس کی نشستوں میں گزشتہ پارلیمنٹ کی نسبت کمی ہو جائے گی۔ معروضی حالات میں یہ تبصرے وزنی محسوس ہوتے تھے۔ جمہوری معاشروں میں انتخابات کے موقع پر موجود حکومت اپنی داخلی (خصوصاً معاشی سطح پر) اور خارجی کامیابیوں کو پیش کرتی ہے اور خدا لگتی یہ ہے کہ ان دونوں سطحوں پر بی جے پی کے دامن میں بہت کچھ تھا۔ واجپائی اینڈ کمپنی نے انتخابات میں چمکتا بھارت (Shining India) کا جو نعرہ لگایا وہ ایسا غلط نہیں تھا۔

بھارت کے زرمبادلہ کے ذخائر جس قدر تیزی سے واجپائی دور میں بڑھے اس کی کوئی مثال آزاد بھارت کی ستاون سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ پھر یہ کہ جس تیزی کے ساتھ اس دور میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی (IT) میں بھارت ترقی یافتہ ممالک کے کان کتر رہا ہے۔ خارجی محاذ پر بھارت کو واجپائی دور میں بہت کامیابیاں حاصل ہوئیں۔ چین سے تعلقات بہتر ہوئے اگر دوستی نہیں ہو گئی تو کم از کم دشمنی جاتی رہی ہے۔ امریکہ اور اس کی بش انتظامیہ تو واجپائی کی ایسی دیوانی ہوئی کہ ماضی میں اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی اسے سلامتی کونسل میں مستقل نشست دلانے کی حمایت کی گئی۔ بھارت کو علاقائی سپر پاور کا درجہ عنایت کیا۔ واجپائی حکومت کی یہ بھی بہت بڑی کامیابی تھی کہ اس نے اپنے دشمن پاکستان کو مجبور کیا کہ وہ اُس سے مذاکرات اور امن کی بھیک مانگے اور بار بار مانگے۔ پاکستان کو بھارت اور کشمیر کے حوالہ سے یک طرفہ اقدام کرنے پڑے اور یک طرفہ لچک دکھانا پڑی۔ پاکستان نے یک طرفہ طور پر کشمیر کے ایشو پر لچک دکھانے اور اپنے دیرینہ تاریخی موقف سے پسپائی اختیار کرنے کا واضح اعلان کیا۔ جنرل مشرف جنہوں نے یقیناً کشمیر ایشو کو سابق حکمرانوں کی نسبت زیادہ زوردار انداز میں پیش کیا تھا انہوں نے کور ایشو کور ایشو کی رٹ لگا کر بھارت اور واجپائی کو زچ کر دیا تھا اور جو اس بھارتی مطالبے کو بری طرح رد کر چکے تھے کہ پہلے دونوں ممالک کے درمیان چھوٹے نزاعی معاملات طے کر لینے چاہئیں اور تجارت شروع کر دی جائے بعد ازاں جموں اینڈ کشمیر پر بھی مذاکرات ہوں۔ بالآخر جنرل مشرف کو مذکورہ بھارتی مطالبات من وعن تسلیم کرنے پڑے۔ پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ بھارت نے دراندازی روکنے کے لئے کشمیر کی سرحد پر خاردار تار لگائی ہے اور پاکستانی فوج نے کوئی مداخلت نہیں کی۔ ان زبردست کامیابیوں کی روشنی میں واجپائی اینڈ کمپنی کی کامیابی کی پیشین گوئیاں عقلی لحاظ سے بالکل درست تھیں۔

اس سے پہلے کہ بی جے پی اور این ڈی اے کی ناکامی کی وجوہات تلاش کی جائیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نئی لوک سبھا میں پارٹی پوزیشن پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ گزشتہ انتخابات میں لوک سبھا میں بی جے پی کو ایک سو بیاسی (182) نشستیں حاصل ہوئیں اور این ڈی اے کی باقی جماعتیں جو بی جے پی کی اتحادی جماعتیں تھیں ان کی نشستیں ملا کر بی جے پی مخلوط حکومت بنانے میں کامیاب ہوئی تھی جبکہ کانگریس کو گزشتہ انتخابات میں 114 نشستیں حاصل ہوئی تھیں۔ حالیہ انتخابات میں بی جے پی کی 42 نشستیں کم ہو کر 138 رہ گئیں اس کی اتحادی جماعتوں کو انچاس (49) نشستیں حاصل ہو گئیں۔ اس طرح نئی لوک سبھا میں اس کی کل قوت 187 نشستیں ہیں جبکہ اندرا کانگریس کی سابقہ 114 نشستوں میں 31 کا اضافہ ہوا اور ان کی تعداد 145 ہو گئی کانگریس کی اتحادی جماعتوں نے ستر (70) نشستیں حاصل کیں اس طرح ان کی کل تعداد دو سو پندرہ (215) ہیں۔ علاوہ ازیں کمیونسٹ پارٹیاں جو پچاس سے زائد نشستیں رکھتی ہیں کسی قیمت پر بی جے پی کا ساتھ نہیں دیں گی کیونکہ وہ واجپائی حکومت کی سب سے بڑی ناقد اور اسے سرمایہ داروں کی ایجنٹ قرار دیتی تھیں وہ اندرا کانگریس کی قدرتی حلیف ہوں گی اگرچہ وہ اپنے خصوصی مزاج کی وجہ سے سونیا حکومت میں شامل نہ ہوں لیکن وہ سونیا کو حکومت بنانے اور قائم رکھنے میں مددگار لازماً ثابت ہوں گی۔ لہٰذا سادہ اکثریت حاصل نہ کرنے کے باوجود کانگریس بڑی آسانی سے حکومت بنا سکے گی۔ بی جے پی کی ناکامی کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(1) مارکیٹ اکانومی یقیناً معاشی بہتری کا باعث بنتی ہے لیکن کم آبادی والے صنعتی ممالک کے لئے یہ جس قدر مفید ہے اتنی زرعی پس منظر رکھنے والے ابھرتے ہوئے صنعتی ملک کے لئے مفید ثابت نہیں ہو گی یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ اس کا مفید ہونا واضح طور پر جلد دیکھا اور محسوس نہیں کیا جائے گا۔ خصوصاً ایسے ملک میں جس کی آبادی ایک ارب سے تجاوز کر گئی ہو' غریب ووٹر نے سمجھا کہ یہ سب کچھ مراعات یافتہ طبقے کے لئے ہے۔ واجپائی اور ان کے ساتھی اس بات پر نازاں رہے کہ سٹاک ایکسچینج کا گراف اوپر کی طرف رواں دواں ہے۔ زرمبادلہ کے ذخائر بڑھتے چلے جا رہے ہیں' غیر ملکی سرمایہ کاری ہو رہی ہے لیکن غریب ووٹر سوال کر رہا تھا' مجھے کیا ملا ہے۔

(2) بی جے پی نے اپنی سیاست کی بنیاد نفرت پر رکھی تھی ہندوستان کا مطلب ہے ہندوؤں کا گھر' اقلیتوں کے خلاف نفرت کا اظہار کیا گیا۔ خصوصاً مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا گیا۔ انتخابات کے قریب بی جے پی نے یک دم ٹرن لیا۔ مسلمانوں کے لئے اچھے جذبات کا اظہار کیا اس سے ایک طرف انتہائی متعصب ہندو ووٹر سے محروم ہوئی تو دوسری طرف مسلمانوں نے اسے منافقت قرار دے کر رد کر دیا۔ بی جے پی کے دور میں عیسائیوں سے بھی بدسلوکی کی گئی جس سے تمام اقلیتی ووٹ کانگریس اور بی جے پی کے

مخالفین کو ملے۔ بہرحال ہندوستان میں دوسری مرتبہ مسلمان ووٹ نے ایک فیصلہ کن رول ادا کیا یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مسلمانوں کی تعداد اب بھارت میں 20 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔

(3) خارجہ پالیسی کے معاملے میں بھارتی ووٹرز بہت حساس ہے امریکہ سے تعلقات قائم کر کے اگرچہ واجپائی نے بھارت کے لئے بہت سے فوائد حاصل کئے لیکن پاکستان سے شدید نفرت' سرحدوں پر فوجوں کا اجتماع' مذاکرات سے مسلسل انکار اور پھر اچانک دوستی کے نغمے اس پر بھارتی ووٹرز نے اسے امریکی دباؤ کا نتیجہ قرار دیا۔

(4) واجپائی کی صحت کی خرابی' بڑھاپا اور ناکارہ گھٹنے بھی بی جے پی کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئے۔ عوام نے محسوس کیا کہ یہ بوڑھا اب ریٹائر ہو جانا چاہئے۔ اس کی صحت اب کسی بار گراں کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ یہ شخص محض اقتدار کا لالچ کر رہا ہے۔

(5) اگرچہ بحیثیت مجموعی معاشی بہتری ہوئی لیکن امن و امان کی حالت نہ سدھر سکی اور نہ ہی علیحدگی پسندوں کو نکیل ڈالی جا سکی۔ کشمیر میں بھی حالات مزید بگڑے اور وہاں فوجوں کا اضافہ کوئی بہتری پیدا نہ کر سکا۔

اب آیئے اس اہم ترین سوال کی طرف کہ پاک بھارت تعلقات کے حوالہ سے امن کا جو عمل واجپائی دور میں شروع ہوا تھا وہ اب کیا رخ اختیار کرے گا؟ اگرچہ دونوں اطراف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ امن کا عمل قطعی طور پر اثر انداز نہیں ہو گا اور مذاکرات طے شدہ پروگرام کے مطابق جاری رہیں گے۔ مذاکرات تو یقیناً جاری رہیں گے۔ سوال یہ ہے کہ مذاکرات کسی ایسے فیصلہ کن نتیجہ تک پہنچ سکیں گے جس سے امن حاصل ہو جائے۔ نہ صرف جنگ کے امکانات کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے بلکہ کشیدگی اور تلخی کو ختم کر کے جنوبی ایشیا کی دو ایٹمی قوتیں یورپ اور امریکہ کے ہاتھوں مزید بلیک میل نہ ہوں اور باہمی تجارت کو فروغ سے یورپ اور امریکہ کی گراں فروشی سے نجات حاصل کر سکیں لیکن راقم کی رائے میں یہ صرف واجپائی کی حکومت کے لئے ممکن تھا۔ سونیا حکومت کے لئے اگر یہ ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ہے۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان اصلی اور حقیقی نزاعی مسئلہ کشمیر کا مسئلہ ہے باقی مسائل تو محض زبان کا ذائقہ بدلنے کے لئے ہیں۔ کشمیر کا مسئلہ اس طرح حل ہو جائے کہ تینوں فریق یعنی بھارت' پاکستان اور کشمیری کسی حد تک بھی مطمئن ہو جائیں تو باقی مسائل تو ٹیلی فون پر حل ہو جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ بھارت جو اکثر دوسرے مسائل کا ذکر کرتا ہے تو اس کا اصل مدعا کشمیر کے بارے میں تاخیری حربوں کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اگر ایک اطالوی نژاد عیسائی بھارتی وزیراعظم نے کشمیر کے معاملے میں ایسا فیصلہ قبول کر لیا جس سے کشمیری اور پاکستان مطمئن ہو جائیں تو راقم کی رائے میں متعصب ہندو پاگل پن کی حد تک مشتعل ہو جائے گا' پھر کانگریس کے کسی لیڈر کے لئے بھی ممکن نہیں رہے گا کہ وہ حالات کو سنبھال سکے۔ مسئلہ کشمیر کے حل اور بھارت سے تعلقات کے حوالہ سے پاکستان میں اصل فیصلہ کن قوت فوج کے پاس تھی اور پاکستان میں فوجی حکومت لے آنا امریکہ کے بائیں ہاتھ کا کام تھا' لہٰذا پاکستان میں فوج کو اقتدار میں لایا گیا گزشتہ انتخابات میں بھارت میں بھی بی جے پی کے حق میں زبردست لابنگ کی گئی اور اس کے حق میں زبردست پروپیگنڈا کیا گیا۔ گزشتہ انتخابات میں یہ طریقہ واردات کامیاب رہا اور دونوں طرف وہ قوتیں برسراقتدار آ گئیں جو فیصلہ کرنے کی قوت رکھتی تھیں اور بالمقابل کوئی زوردار مزاحمتی قوت نہیں تھی۔ یہ سب کچھ ایک پروگرام کے تحت ہو رہا تھا لیکن بی جے پی کی ضد اور ہٹ دھرمی نے بہت وقت ضائع کر دیا اور حالیہ انتخابات سر پر آ گئے لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ واجپائی ایک مرتبہ پھر مینڈیٹ لے لیں ان کو دوبارہ حکومت میں لانے کے لئے بہت سے بیرونی اقدام کئے گئے یہاں تک کہ پاکستان کو کرکٹ کے میچ ہروائے گئے لیکن بھارتی عوام نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔ اس فیصلہ نے پاکستان اور امریکہ دونوں حکومتوں کو زبردست دھچکا پہنچایا۔ لہٰذا راقم کی رائے میں دونوں ممالک کے لئے امن کے عمل کو فیصلہ کن بنانا بہت مشکل ہو گا۔ بھارتی انتخابات ان کے نتائج اور وہاں کے سیاست دانوں کے طرز عمل میں پاکستانیوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ سیاست دانوں کے لئے استعفیٰ دے دینا شکست کو کھلے دل سے تسلیم کر لینا اور فوج کا عوام کی قوت کو تسلیم کرنا اور ان کی رائے کی قدر کرنا ہماری انوکھی اور عجیب الخلقت جمہوریت کے لئے انہونی باتیں ہیں۔ بھارت ہمارا دشمن ہے لیکن اچھی بات اخذ کرنے اور اپنانے میں دوست دشمن کی کوئی تفریق نہیں ہونی چاہئے۔

PRESS RELEASE — پریس ریلیز

## ناموس رسالت قانون کا جائزہ

16 مئی کے اخبارات میں صدر پرویز مشرف کا بیان جلی انداز میں شائع ہوا ہے کہ ''حدود آرڈیننس و ناموس رسالت قانون کا جائزہ لیا جائے۔''

تنظیم اسلامی کی توسیعی مجلس عاملہ کے اجلاس میں صدر پرویز مشرف کا یہ بیان زیر غور آیا۔ جہاں تک حدود آرڈیننس کا تعلق ہے یہ خالص تکنیکی معاملہ ہے۔ اس پر عملدر آمد میں اگر کچھ مشکلات ہیں تو وہ علماء کرام اور ماہرین قانون کے مشترکہ بورڈ میں زیر غور لائی جا سکتی ہیں لیکن جہاں تک ناموس رسالت قانون کا معاملہ ہے یہ تمام دینی طبقات کے نزدیک متفق علیہ ہے۔ اس پر کوئی عملی مشکل بھی ابھی تک سامنے نہیں آئی سوائے اس کے کہ امریکہ و دیگر عیسائی و غیر مسلم دنیا کی طرف سے ہم پر شدید دباؤ ہے کہ اس قانون کو ختم کیا جائے۔

تنظیم اسلامی کی مجلس عاملہ میں صدر پرویز کو جن کا تعلق ماشاء اللہ سید خاندان سے ہے' خود کو آلِ رسولؐ کہلوانے پر فخر کرتے ہیں یاد دلانا چاہتی ہے کہ ان کی حکومت کے ابتدائی دنوں میں بھی یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا لیکن جب اس پر پاکستان کے غیور مسلمانوں کی جانب سے شدید ردعمل سامنے آیا اس پر احتجاج نے ہنگاموں کی شکل اختیار کر لی اور قریب تھا کہ معاملات حکومت کے کنٹرول سے باہر ہو جائیں' صدر پرویز مشرف نے اپنے ایک غیر ملکی دورے سے واپس آتے ہی ایئرپورٹ پر پہلا بیان یہ دیا تھا کہ ناموس رسالت قانون میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ کیا پرویز مشرف دوبارہ ایسا ہی تجربہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صدر کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ ملک میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کے بعض حالیہ افسوسناک واقعات کی آڑ میں اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے غیور مسلمان ناموسِ رسالتؐ قانون میں تبدیلی کو گوارا کر لیں گے تو یہ ان کی بھول ہو گی۔ ان کا اس قسم کا کوئی بھی غیر حکیمانہ قدم ان کی حکومت کے خاتمے کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ لہٰذا تنظیم اسلامی کی مجلس عاملہ صدر پرویز مشرف سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ناموسِ رسالتؐ قانون پر نظر ثانی کے فیصلے سے فوراً رجوع کرنے کا اعلان کریں۔ ان کا بھلا اسی میں ہے۔

ڈاکٹر عبدالخالق

ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

## سیاسی، معاشی یا معاشرتی نظام میں بنیادی تبدیلی کو انقلاب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے

## امت مسلمہ کی سب سے بڑی ضرورت نبویؐ طریق انقلاب کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے

## عوام میں غلبہ اسلام کے لئے جذبہ قربانی کی کمی نہیں لیکن نشان راہ دکھانے والی تحریکیں راستہ بھٹک چکی ہیں

## نبی کریمؐ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں انسانی تاریخ کا عظیم ترین انقلاب برپا کیا

تحریک خلافت کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی ﷺ سے داعیٔ تحریک خلافت **ڈاکٹر اسرار احمد** صاحب کا خطاب

# رسول انقلاب ﷺ کا طریق انقلاب

رپورٹ: وسیم احمد، ناظم شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی لاہور

❁ تحریک خلافت پاکستان کو تنظیم اسلامی میں وہی مقام و مرتبہ حاصل ہے جو تحریک پاکستان کو جماعت مسلم لیگ میں ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مسلم لیگ متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کو انگریز اور ہندو کی دوہری غلامی سے نجات دلا کر آزاد اور خود مختار وطن دلانا چاہتی تھی اور تنظیم اسلامی پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کو بندوں کی غلامی سے نجات دلا کر اللہ کی غلامی میں لانا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک خلافت پاکستان اپنے قیام سے لے کر آج تک مسلمانانِ پاکستان کو نظام خلافت کے برکات و ثمرات سے روشناس کروانے کے لئے جلسۂ عام اور سیمینارز منعقد کرتی رہتی ہے۔ ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے 25 ربیع الاوّل 16 مئی بروز اتوار صبح 10 بجے الحمراء ہال نمبر 1 میں "رسولؐ انقلاب کا طریق انقلاب" کے موضوع پر داعیٔ تحریک خلافت و بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ سیرت النبیؐ کی محفل ہو، چھٹی کا دن ہو، دورِ حاضر کے بلند پایہ مقرر کا خطاب ہو تو شمع رسالتؐ کے پروانے خود بخود کھنچے چلے آتے ہیں۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر صاحب کے خطاب سے قبل ہی الحمراء ہال اپنی تنگیٔ داماں کا منظر پیش کرنے لگا۔ سیٹیں پُر ہو چکی تھیں۔ شرکاء کو مجبوراً سیڑھیوں اور سٹیج پر بیٹھنا پڑا۔ ٹھیک 10 بجے سیکرٹری تحریک خلافت جناب عبدالرزاق صاحب نے پروگرام کا آغاز کیا اور ننھے قاری کو تلاوتِ قرآن حکیم کے لئے سٹیج پر مدعو کیا۔ ننھے قاری کی خوش کن آواز میں کلامِ ربانی کی سماعت نے حاضرین کو مسحور کر دیا۔ اس کے بعد پاکستان کے مشہور و معروف قاری عبدالماجد صاحب نے بھی تلاوت قرآن کی سعادت حاصل کی۔ محترم جناب محبوب احمد ہمدانی صاحب نے بہترین معنی خیز اشعار پر مشتمل ہدیہ نعت پیش کیا۔

بزم کونین سجانے کے لئے آپ آئے
شمع توحید جلانے کے لئے آپؐ آئے
ایک پیغام جو ہر دل میں اجالا کر دے
ساری دنیا کو سنانے کے لئے آپؐ آئے
قافلے والے نہ بھٹک جائیں کہیں منزل سے
دور تک راہ دکھانے کے لئے آپؐ آئے
ایک مدت سے امنڈتے ہوئے طوفان میں
کشتیاں پار لگانے کے لئے آپؐ آئے

داعیٔ تحریک خلافت و بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے تلاوتِ آیات ادعیہ ماثورہ کے بعد ایک سوال سے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا اور کہا کہ ذرا غور کریں کہ آج امت مسلمہ کی سب سے بڑی ضرورت کیا ہے؟ کیا مال، دولت، سائنس و ٹیکنالوجی، فوج، صنعت ہماری ضرورت ہیں یا کچھ اور۔ میرے نزدیک دورِ حاضر کی سب سے بڑی ضرورت انقلاب برپا کرنے کے اس طریقے کو سمجھنے کی ہے جس پر عمل پیرا ہو کر نبی کریمؐ نے عظیم انقلاب برپا کیا۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنے تفصیلی خطاب میں نبی کریمؐ کے انقلاب کے سات مراحل دور حاضر کی جدید اصطلاحات کی روشنی میں واضح کئے۔ انہوں نے کہا کسی معاشرے کے سیاسی معاشرتی یا معاشی نظام میں سے کسی ایک میں بنیادی تبدیلی کو انقلاب سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ آپؐ نے کہا کہ انقلاب کے پہلے مرحلے کے لئے ایک انقلابی نظریہ اور فلسفہ ضرور ہونا چاہئے جو موجودہ نظریات کا توڑ ہو۔ اس نظریے کی پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے نشر و اشاعت کی جائے۔ جلسے اور سیمینار کئے جائے اس کے نتیجے میں جمع ہونے والے لوگوں کی جماعت بنائی جائے۔ جس میں لوگوں کے مرتبے کا تعین ان کی قربانیوں اور صلاحیتوں کی بنا پر کیا جائے۔ ان سعید روحوں کی تربیت انقلاب کا اگلا مرحلہ ہوگا جس میں کارکنوں کو سمع و طاعت کا عادی بنایا جائے گا تاکہ ان میں تن من دھن قربان کرنے کا جذبہ قائم رہے اور انقلابی نظریہ ان کے ذہنوں سے اوجھل

نہ ہونے پائے۔ باطل نظام کے رکھوالے داعی انقلاب کی شخصیت کو مجروح کرنے کے لئے الزام تراشیاں کریں گے اور اس کی قوت ارادی کو ختم کرنے کے لئے مختلف طریقے اپنائیں گے۔ کارکنوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جائے گا۔ اس موقع پر کارکنوں کو کسی جوابی اقدام کی اجازت نہیں ہو گی اور وہ Passive Resistance کا مظاہرہ کریں گے ان کے اس عمل کی وجہ سے داعی انقلاب اور اس کی جماعت عوامی ہمدردیاں حاصل کرے گی۔ مناسب قوت کے حصول کے بعد باطل نظام کی دکھتی رگ کو چھیڑا جائے گا۔ نتیجتاً اس انقلابی نظریے کو فتح حاصل ہو گی یا اس نظریے کے حامل جام شہادت نوش کریں گے۔ انقلاب کے مندرجہ بالا مراحل میں ڈاکٹر صاحب نے بڑی خوبصورتی سے سیرت النبیؐ سے واقعات کا رنگ بھرا تو الحمراء ہال کے یخ بستہ ماحول میں بھی حاضرین کے جوش و جذبے کو گرما دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ موجودہ حالات میں انقلاب کے آخری مرحلے میں تصادم کی بجائے پُر امن احتجاجی تحریک کے ذریعے مطلوبہ مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دنیا میں جتنے بھی انقلاب آئے ان کے لانے والے اور انقلاب کی فکر دینے والے اور تھے۔ کسی بھی انقلابی شخصیت کی زندگی میں انقلاب مکمل صورت میں سامنے نہیں آیا۔ صرف نبی کریمؐ کا انقلاب ہی وہ واحد انقلاب تھا جس کے تمام مراحل آپؐ کی حیاتِ طیبہ میں مکمل ہوئے اور پھر یہی انقلاب عرب کی سرحدوں سے باہر بھی ایکسپورٹ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ امت مسلمہ میں جذبہ عمل موجود ہے۔ صرف درست لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم ملک میں صحیح اسلامی انقلاب برپا کر دیں تو امریکہ سمیت دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی عوام میں غلبہ اسلام کے لئے جذبہ قربانی کی کمی نہیں لیکن نشان راہ دکھانے والی تحریکیں راستہ بھٹک چکی ہیں۔ اس وقت اسلامی نظام حیات کے غلبہ و سربلندی کی تحریک کو بنیاد پرستی اور دہشت گردی کا نام دے کر عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ جنگ لڑی جا رہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ انشاء اللہ دنیا میں نیو ورلڈ آرڈر کی بجائے اسلامک ورلڈ آرڈر قائم ہو کر رہے گا اور فدائی حملے جلد امریکہ کو عراق چھوڑنے پر مجبور کر دیں گے۔ فلسطین' افغانستان' کشمیر اور عراق میں مسلمانوں کی طرف سے جانوں کا نذرانہ پیش کرنا عقیدہ آخرت پر غیر متزلزل ایمان کی علامت ہے۔ اجتماعی دعا پر یہ مبارک محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔ حاضرین کی کثیر تعداد نے تحریک خلافت کی رکنیت کے فارم بھرے۔ حلقہ لاہور کے رفقاء نے اس پروگرام کی کامیابی کے لئے خصوصی طور پر محنت کی اللہ تعالیٰ ان کی سعی و جہد کو قبول و منظور فرمائے۔

## منتخب تحریکی نظم

# حسنِ مستور

رئیس احمد شبنم اکبر آبادی

تیری جرأت نے مجھے اے پردہ در حیراں کیا
نفسِ امّارہ پہ تو نے ہوش کو قرباں کیا

کر کے قرآں کو نثار مصحفِ روئے بتاں
چاک بدبختی سے تو نے پردۂ نسواں کیا

دست قدرت نے کہیں بھی حسن کو عریاں کیا؟
ابر میں پانی تو پتھر میں شرر پنہاں کیا

مشک کو نافے میں رکھا اور بُو کو پھول میں
پھول کو کانٹوں میں رکھ کر حفظ کا ساماں کیا

رکھا گوہر کو صدف میں سیم و زر کو کان میں
جب کبھی باہر نکالا دربدر حیراں کیا

ایک کو پیسا کھرل میں سنگدل عطار نے
ایک کو زرگر نے لے کر نذرِ آتش داں کیا

چادرِ شب میں لپیٹا نازنینِ ماہ کو!
خیمۂ افلاک میں سورج کو آویزاں کیا

استخواں کو پوست میں رکھا رگوں میں خون کو
قلب کو سینہ کے اندر مرکز ایماں کیا

کاسۂ سر کو بنایا مسکن۔ فہم و ذکا
مردم دیدہ کو قید پردۂ مژگاں کیا

لفظ میں معنی کو رکھا اور زباں میں نطق کو
راگ کو باجہ میں رکھ کر کیف کا ساماں کیا

دانۂ بے پردہ سے کی تیز منقارِ ہوس
بیج کو مٹی میں ڈالا سنبل و ریحاں کیا

صانع قدرت نے غافل! خود بھی اپنے حسن کو
برگ میں' گل میں' شجر میں' شاخ میں پنہاں کیا

دیدۂ مخلوق سے مستور رکھا نورِ ذات
طالبانِ دید کو وقفِ غم حرماں کیا

حسن کی ہر اک ادا جب اس طرح مستور تھی
حسن زن کو تو نے ظالم کس لئے عریاں کیا

رکھ دیا بازار میں لا کر جمالِ حور کو
معنیٔ پنہاں کو تو نے زینتِ عنواں کیا

بازآ برباد مت کر غیرت و ناموسِ قوم
تو نے جنسِ بے بہا کو کس قدر ارزاں کیا

(انتخاب: قاضی عبدالقادر)


# النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ

ایکسرے ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

**خصوصی پیکج** خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ/ ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

**النصر لیب**: 950-بی مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5163924-5162185 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

# صبر و شکر

تحریر: جناب رحمت اللہ بٹر' ناظم دعوت' تنظیم اسلامی' پاکستان

❀ اللہ تعالیٰ جب انسان کو ایمان کی دولت عطا کر دیتا ہے تو یہ حقیقت اس پر منکشف ہو جاتی ہے کہ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے صرف پیدا ہی نہیں کیا بلکہ اب بھی اس کی حکمرانی میں چل رہی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں بار بار یہ حقیقت بیان کی گئی ہے۔ جیسے فرمایا:

﴿یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌO﴾ (التغابن: 1)

"جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اسی کی سچی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف (لامتناہی) ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اور اس کا نتیجہ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ:

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌO﴾ (التغابن: 11)

"کوئی مصیبت وارد نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اگر انسان کو اس کا یقین ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرما دیتے ہیں اور وہ تو ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔"

یہی بات ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عمرو بن علبہ رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر کہ ایمان کیا ہے؟ ایمان نام ہے صبر اور استقامت کا۔ جب انسان کو یقین ہے کہ اس کائنات میں جو بھی وارد ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہے تو اس پر اسے صبر کرنا چاہئے اور اگر اسے یقین ہے کہ جو کچھ مل رہا ہے وہ اس کا فضل ہے تو پھر اسے سخاوت کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ جن کو زیادہ عطا کرتا ہے ان کے مال میں سے سائل اور محروم کا حق رکھا ہے اور اس کا اظہار ہے سخاوت کی صورت میں جو بندہ مومن کرتا ہے۔ یہی خوبی ہے جسے نبی اکرم ﷺ نے بندہ مومن کے لئے یوں واضح فرمایا ہے:

عن صھیب بن سنان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((عَجَباً لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَہٗ کُلَّہٗ خَیْرٌ وَلَیْسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ وَاِنْ اَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَّہٗ)) (رواہ مسلم)

"حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے یعنی اچھا اور پسندیدہ ہے۔ اس کے سارے معاملات میں بھلائی ہی بھلائی ہے اور یہ صرف بندہ مومن کے لئے ہے کیونکہ اگر اسے کوئی خوشی نصیب ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بھلائی ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کیلئے بھلائی بن جاتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معیت اور استعانت کو بندہ مومن جو صبر کرنے والا ہے اس کے لئے خاص کر لیا ہے —— چنانچہ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر فرمایا گیا ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ "بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

نبی اکرم ﷺ کی زندگی کا ایک واقعہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ مومن کس طرح کس ابتلا اور مصیبت کے وقت صبر کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں نبی اکرم ﷺ کی ایک بیٹی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت آ گیا ہے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے واپس پیغام بھجوایا کہ آپ پر سلامتی ہو کہ اللہ کا ہی ہے جو وہ لے لے اور وہی ہے عطا کرنے والا اور اس کے ہاں ہر چیز کی ایک مدت معین ہے پس آپ صبر کریں اور اس کو آخرت کا ذخیرہ بنائیں (معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس لوگ جمع تھے اور کوئی مشاورت ہو رہی تھی) آپ کی بیٹی نے دوبارہ پیغام بھجوایا اور قسم دی کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ اٹھے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہؓ معاذ بن جبلؓ' ابی بن کعبؓ' زید بن ثابتؓ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی چلے۔ بچہ آپ کو پکڑایا گیا تو آپ نے اسے اپنی گود میں اٹھا لیا اور اس کا سانس اکھڑ چکا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اس پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کی کہ یہ کیا بات ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں رکھی ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحیم بندوں پر ہی رحم فرماتا ہے۔

صبر اصل میں وہی صبر ہے جو صدمہ کے موقع پر کیا جائے وگرنہ بعد میں تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے اور بندہ مومن کو تو جو بھی تکلیف یا مصیبت آتی ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو یہ ذریعہ بن جاتا ہے اس کے گناہوں کی معافی کا۔ جیسے ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ

((مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّہٗ مِنْ اَھْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَہٗ اِلَّا الْجَنَّۃَ)) (رواہ البخاری)

"میرے پاس مومن انسان کے لئے جب میں اس کی دنیوی محبوب چیز کو چھین لوں اور وہ صبر کرے سوائے جنت کے کوئی بدلہ نہیں ہے" اور اس طرح واضح فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ "مسلمان کو کوئی تکان' بیماری' غم' تکلیف اور کانٹے لگنے سے جو پریشانی ہوتی ہے اس کے بدلے میں اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں"۔ (متفق علیہ)

شکر کا معاملہ صبر سے بھی زیادہ مشکل ہے لیکن ایمان کا تقاضا یہی ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ﴾ "اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔" قرآن مجید میں جن شکر گزاروں کا ذکر ہے ان میں سب سے پہلے تو حضرت نوح علیہ السلام ہیں جن کے بارے میں سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا: ﴿اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًاO﴾ "بے شک وہ ہمارے بہت شکر کرنے والے بندے تھے"۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ﴾ (النحل) "وہ (اللہ) کی نعمتوں پر بہت شکر ادا کرنے والے تھے"۔ پھر فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے بارے میں جن کو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر دنیا میں بادشاہت اور وسائل سے نوازا تو ان میں غرور و تمکنت پیدا نہیں ہوا بلکہ وہ اللہ کا شکر ہی ادا کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بار بار اللہ کا شکر ادا کیا جس کا ذکر سورہ النحل میں ہے۔

﴿وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ﴾ اور فرمایا: ﴿فَلَمَّا

رَاٰہُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَہٗ قَالَ ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ وَمَنْ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ﴾

''اے اللہ! مجھے توفیق دے کہ میں تیرا شکر کر سکوں اس نعمت پر جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی'' اور فرمایا: ''جب تخت کو اپنے سامنے پایا تو فرمایا: یہ میرے رب کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے (یہ سب کچھ عطا کر کے) میری آزمائش کی ہے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا کفر اور جو کوئی شکر ادا کرتا ہے تو اس میں اس کی اپنی ہی بھلائی ہے اور اس کے ایمان کا اظہار ہے''۔

اور یہی تھا فرمان رسول اللہ ﷺ کا جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کے پاؤں کے ورم کو دیکھ کر عرض کی تھی کہ آپؐ کو تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے آپؐ اتنی مشقت کیوں کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ ''کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں!''

بے صبری، غصہ، حسد، کفران نعمت، شیخی خوری اور بخل ایمان اگر واقعی اور حقیقی نہ ہو تو پھر انسانی فطرت میں یہ بیماریاں ہیں جو پیدا ہو جاتی ہیں اور انسان وسائل ہی پر بھروسہ کرنا شروع کر دیتا ہے اور وسائل ہی کو ذریعہ سمجھتا ہے کسی چیز کے وقوع پذیر ہونے اور حاصل ہونے کا۔

جیسے فرمایا گیا:

﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا o اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ جَزُوْعًا o وَّاِذَا مَسَّہُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا o﴾ (المعارج:19تا21)

''کچھ شک نہیں کہ انسان کم حوصلہ پیدا ہوا۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع پرآ جاتا ہے اور جب اسے مال ملتا ہے تو اسے سینت سینت کر رکھنا شروع کر دیتا ہے''۔

اور اسی بے صبری کا نتیجہ ہے غصہ، انسان سمجھتا ہے کہ فلاں کی وجہ سے میرا نقصان ہوا ہے اس لئے اس پر غصہ آتا ہے اور اسی کا اظہار ہوتا ہے بدلہ لینے میں۔ جن کے بارے میں فرمایا اگر کوئی انسان قدرت رکھتا ہو غصہ نکالنے کی اور پھر بھی غصہ کو پی جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس کی امیدوں سے اس کے سینہ کو بھر دے گا۔ اور اسی حقیقت کے دل میں نہ ہونے کی وجہ سے حسد پیدا ہوتا ہے کہ انسان دوسروں کو جو عطا ہوا ہے اسے صرف اسباب و وسائل کا ذریعہ سمجھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ وہ خوبی اس سے چھین لوں اور اپنی سعی و جہد کو لگا دیتا ہے۔ حسد کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

حسد کی آگ میں کیوں جل رہے ہو؟
کفِ افسوس! تم کیوں مل رہے ہو؟
خدا کے فیصلے سے کیوں ہو ناراض؟
جہنم کی طرف کیوں چل رہے ہو؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ((اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ)) ''بے شک حسد تو نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو۔'' جب اپنے لئے نیکی کمانے کی بجائے دوسرے کی بدخواہی پر وقت لگے گا تو اور کیا حاصل ہوگا؟

قرآن مجید میں کفر شکر کی ضد میں آیا ہے کیونکہ کفر اصل میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو چھپانا اور اسے اپنی تدبیر پر محمول کرنا ہی تو ہے اور یہی چیز انسان کو پھر اکڑ اور شیخی خوری پر لے جاتی ہے اور اسے اپنے اوپر ناز ہو جاتا ہے اور وہ منعم حقیقی کو بھول جاتا ہے۔

مال کو جب اپنی کمائی سمجھتا ہے تو اسے سینت سینت کر رکھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ تمام کام اس سے نکلتے ہیں اور وہ دوسروں کی معیبت میں خرچ نہیں کرتا اور دوسروں کو بھی خرچ کرنے کا نہیں کہتا۔ اور پھر ان اللہ کے مقرر کردہ فرشتوں کی بددعا کا مستحق ہو جاتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ یَوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْہِ اِلاَّ مَلَکَانِ یَنْزِلاَنِ فَیَقُوْلُ اَحَدُھُمَا اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَیَقُوْلُ الْآخَرُ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا)) (متفق علیہ)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بھی دن چڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جو مال خرچ کرتا ہے (لوگوں کی بھلائی اور دین کی سربلندی کے لئے) تو اسے بہترنعم البدل عطا کر! اور دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ جو مال روک کر رکھتا ہے تو اس کے مال کو ہلاکت کا ذریعہ بنا دے''

اللہ تعالیٰ انسان کو واقعی ایمان سے نوازے تاکہ وہ ان برائیوں سے بچ سکے اور اللہ کے صابر و شاکر بندوں میں سے ہو جائے۔ آمین یارب العالمین! ✪

Press Release

## دنیا میں انسان کا امتحان

موجودہ دجالی تہذیب شرک کی تمام گھناؤنی صورتوں سے عبارت ہے۔ اس دجالی دور میں سائنس کی بے پناہ ترقی کے باعث انسان کو ہر چیز اسباب وعلل کے پردے سے ہوتی ہوئی نظر آتی ہے جبکہ ان افعال کو انجام دینے والی حقیقی ذات باری تعالیٰ انسان کی نظروں سے اوجھل ہوگئی ہے۔ چنانچہ اسباب وعلل ہی کو فاعل حقیقی سمجھنا اور مادے کی صفات پر توکل و بھروسہ کے باعث اس تہذیب میں شرک فی العبادت اور شرک فی الصفات تو نمایاں ہیں جبکہ شرک کی سب سے گھناؤنی قسم شرک فی الذات اس تہذیب کی رگوں میں رچی بسی ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ سائنسی ترقی میں فی نفسہٖ کوئی شر نہیں۔ لیکن اہلیت مسیح کے عقیدے کے نتیجے میں عالم عیسائیت نے جس طرح لوگوں پر ظلم کئے اور انہیں علم کی روشنی سے دور رکھا تو اس کے ردعمل کے طور پر یورپ میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی چنانچہ اس کی جڑوں میں مذہب سے نفرت اور بیزاری سرایت کرگئی ہے اور یوں جو تہذیب وجود میں آئی وہ خدا سے دور ہوتی گئی اور آج پوری دنیا اس سیلاب میں بہے جا رہی ہے۔

حافظ عاکف سعید نے کہا کہ اس کائنات اور انسان کے خالق و مالک نے دنیا کی رنگا رنگی دراصل انسان کے امتحان کے لئے رکھی ہے جس کی چکا چوند میں موجودہ سائنسی ترقی میں سوگنا اضافہ کر دیا ہے۔ بہرحال اس دنیا کے امتحان میں وہی کامیاب ہوگا جو آخرت کو مدنظر رکھ کر زندگی گزارے گا۔ لیکن اگر کسی نے دنیا کی زندگی ہی کو حقیقت سمجھ لیا تو آخرت میں اسے پچھتانا پڑے گا لیکن پھر اس افسوس اور حسرت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ڈاکٹر عبدالخالق

ناظم نشر و اشاعت تنظیم اسلامی

## دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی کراچی شرقی کے امیر وسیم احمد صاحب کا آپریشن ہوا ہے اور نقیب شرقی تنظیم محبوب موسیٰ صاحب کی صاحبزادی علیل ہے۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء و احباب سے ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

# ہمارا تمہارا خدا بادشاہ!

محمد سمیع

ایک مشہور لطیفہ ہے کہ ایک مولوی صاحب کو اس کے شاگرد نے آ کر بتایا کہ مولوی صاحب! پڑوسی کے ہاں حلوہ آیا ہے۔ شائد اس نے یہ گمان کیا تھا کہ مولوی صاحب پڑوسی سے اس بات کی تصدیق کریں تو پڑوسی مولوی صاحب کے احترام میں اس حلوہ کا کچھ حصہ انہیں نذر کرے گا اور اس طرح مولوی صاحب کے حصہ میں میرا حصہ تو لازماً بن جائے گا۔ لیکن اسے بڑی مایوسی ہوئی جب مولوی صاحب نے الٹا اس سے سوال کرلیا کہ ہمیں کیا؟ خیر بات آئی گئی ہوگئی۔ کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب کے کسی عقیدتمند نے انہیں حلوہ کا تحفہ بھیجا۔ اب تو شاگرد بڑا خوش ہوا اور جا کر ان سے کہنے لگا کہ مولوی صاحب! سنا ہے کہ آپ کے ہاں حلوہ آیا ہے۔ اسے بڑی حیرت ہوئی جب مولوی صاحب نے ایک بار پھر پلٹ کر اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا؟

آج جب میں اپنے ہم وطنوں کی امریکی انتخابات میں غیر معمولی دلچسپی پاتا ہوں تو مجھے پتہ نہیں کیوں مذکورہ بالا لطیفہ یاد آتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ امریکی حکومت نے جو پالیسی اختیار کی ہوئی ہے اس کا نشانہ دنیا بھر کے مسلمان بنے ہوئے ہیں اور صدر بش لاکھ کہیں کہ ان کی زبان سے کروسیڈ کا جو لفظ نکل گیا تھا وہ زبان کی لغزش تھی لیکن حالات تو یہی بتا رہے ہیں کہ امریکہ نے مسلمانوں کے خلاف کروسیڈ شروع کر رکھا ہے اور ساری مغربی دنیا تو اس معاملے میں اس کی اتحادی ہے ہی، کچھ مسلم حکمران بھی ان کے ہمرکاب ہیں اور وہ اپنی اس حکمت عملی کو ''برسر زمین حقائق'' اور ''عملیت پسندی'' جیسے خوبصورت الفاظ کا جامع پہناتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ مسلم عوام کی اکثریت ایسے حکمرانوں کی ہم خیال نہیں۔ لہٰذا فطری طور پر ان کے دل میں بش کے لئے نفرت کا جذبہ موجود ہے۔ ان کی دلی خواہش ہے کہ بش کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے۔ ان کی اسی خواہش کے جذبے نے ان کے اندر امریکی انتخابات میں دلچسپی پیدا کردی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ انتخابات کا نتیجہ جو بھی نکلے، مسلمانوں کو من حیث الامت اور ہم پاکستانیوں کو من حیث القوم (اگر کسی امت مسلمہ اور کسی پاکستانی قوم کا کوئی وجود باقی ہے) کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس کی بنیادی وجہ تو یہ ہے کہ حکومتی پالیسیوں میں افراد کی تبدیلی سے بالعموم کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی جائے تو اس کا شدید اندیشہ موجود ہے کہ کم از کم ہم پاکستانیوں کی مشکلات میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوجائے۔ کیونکہ موجودہ امریکی حکومت نے ہماری بہت ساری باتوں کو اس لئے نظر انداز کر رکھا ہے کہ ابھی انہیں ہم سے بہت سے کام لینے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہائٹ ہاؤس میں ہمارے خلاف مختلف فائلیں بنی پڑی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ آئندہ کی حکومت جو جون کیری کی سربراہی میں آئے، وہ ان دبی ہوئی فائلوں کو کھول دے۔ کیونکہ اس وقت تو بظاہر امریکی صدر ہمارے صدر محترم کے لنگوٹیا یار بنے ہوئے ہیں۔ نئے امریکی صدر سے اس قسم کی یاری پیدا کرنا ممکن ہے اتنا آسان نہ ہو۔ لہٰذا آئندہ کے صدارتی انتخاب میں اگر بش کامیاب ہو تو ہماری حکومت کو کیا اور اگر جون کیری کامیاب ہو تو ہمارے عوام کو کیا۔ ''حلوہ'' تو ہمیں کسی صورت میں بھی نہیں ملنا۔ تو میرے عزیز ہم وطنو ہمیں ''بیگانی شادی میں عبد اللہ دیوانہ'' بننے کی مطلق ضرورت نہیں۔ پرانے زمانے میں جب ہمیں کہانیاں سنائی جاتی تھیں تو ہر قصہ گو اس کا آغاز اس جملہ کے ساتھ کرتا تھا کہ ایک تھا بادشاہ، ہمارا تمہارا خدا بادشاہ۔ تو آج کی کہانی کا بادشاہ تو امریکہ کو بنالیا گیا ہے البتہ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ جو ہے اسے ہم فراموش کر بیٹھے ہیں۔ کم از کم جب ہم یہ کہتے ہیں کہ امریکہ آج کا سپر پاور ہے تو اس کا مطلب تو یہی ہوتا ہے۔ بالفرض یہ مطلب غیر شعوری طور پر بھی نکلتا ہو تو بھی ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ اگر امریکہ زمین پر سپر پاور بنا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا سپریم پاور ہے۔ اور اس سے اہم تر بات یہ ہے کہ اگر امریکہ زمین پر سپر پاور بنا ہوا ہے تو اسے اس مقام پر فائز کرنے والا بھی کائنات کا سپریم پاور ہے۔ اگر اس نے ہمیں اس مقام پر فائز نہیں کیا ہوا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم معلوم کریں کہ ایسا کیوں ہے۔ آیئے میں جو اس کی وجہ سمجھ پایا ہوں اس کو سورۃ الحشر کی اس آیت کے ذریعہ بیان کروں جس کا ترجمہ ہے: اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے بھی ان کو اپنے آپ سے بھلا دیا۔

ہم بھول گئے کہ ہم مسلمان ہیں اور زمین کی خلافت کے ہم وارث ہیں۔ ہم اس مرتبہ پر دوبارہ فائز ہوسکتے ہیں جس پر آج امریکہ فائز ہے۔ لیکن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی وہ شرط پوری کرنی پڑے گی کہ ''سربلند تم ہی ہوگے بشرطیکہ مومن ہو'' (سورہ آل عمران)۔ مومن بننے کے لئے اللہ کے حضور اپنی بداعمالیوں پر خالص توبہ اور آئندہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں حضور ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم خود اللہ کے بندے بنیں، لوگوں کو اللہ کی بندگی کی طرف بلائیں اور سب مل جل کر اللہ کی بندگی کے نظام کو وطن عزیز میں نافذ کرنے کی جدوجہد کے لئے اپنا تن من دھن وقف کردیں۔ اور سراپا اس شعر کی منہ بولتی تصویر بن جائیں کہ

مری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔


## کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:
(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (I-II-III) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:
**شعبہ خط و کتابت کورسز** ' قرآن اکیڈمی' 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور

# شنیدی نہ شنیدی!

## انیسہ عبدالخالق

ہفتے دنوں میں، دن گھنٹوں میں اور گھنٹے لمحوں اور ساعتوں میں بڑی سرعت سے تحلیل ہو ہو کر گزرے ماضی کا حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ اشہبِ زمانہ طلب کا تازیانہ کھا کھا کر دوڑتا جاتا ہے اور کوئی دم میں منزل تک پہنچا ہی چاہتا ہے۔ ہر آنے والے دن میں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم اسپ خواہشات کے پیچھے بھاگتے' وقت کی برق رفتار ساعتوں کا ساتھ نہیں دے پا رہے۔ کچھ اس شخص کی بے بسی کا سا عالم ہے جو بڑی سپردگی سے اپنا سارا خزانہ لٹائے جا رہا ہو۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ کیا کبھی ان لامحدود خواہشات کی تکمیل سے ہم فارغ بھی ہو پائیں گے——؟؟ کیا کبھی وقت کی گھڑیوں سے انصاف کر پائیں گے ہم؟

ہر لمحہ جو ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے' چپکے سے پھسل کر ماضی میں ڈھل جاتا ہے جیسے موتیوں کی مالا سے چمکتے دمکتے موتی ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہے ہوں اور پھر ہمارے پاس کیا رہ جاتا ہے——؟ محض ایک دھاگہ جس میں موتی قید تھے۔ محض ایک لکیر جسے پیٹنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس جگمگاتے ہار کا پہلا موتی اس وقت ٹوٹا جب ہم نے شعور کی سرحد میں قدم رکھا تھا۔ اس وقت سے اب تک سرمایہ ضائع ہوتا جا رہا ہے اور ہر گزرتے لمحے میں ہم تیزی سے کنگال ہو رہے ہیں۔ وقت کی پھسلتی ساعتوں میں' اس بحر پرشور کی جولانیوں میں ہی ہمیں اسی برق رفتاری کے ساتھ ایک فیصلہ کرنا ہے—— آیا یہ گھڑیاں یوں ہی سرک جانے دیں یا ہر بکھرتے موتی سے اس کی قیمت وصول کر لیں——؟؟

ذرا سوچیں—— زندگی اور مہلتِ عمر کا قیمتی تحفہ اللہ نے ہمیں کیوں دیا تھا؟ جو کچھ ہم کر رہے ہیں کیا وہ سب اس تحفے کی قیمت چکا سکتا ہے؟ یا ہم زندگی کے کسی بہت اہم عنصر سے غفلت برت رہے ہیں——؟ یقیناً! یہ روز و شب کا جنجال اور دن رات کی ان تھک محنت ہمیں غافل کیے دے رہی ہے اور بلاشبہ ہم سب کے سب اس آواز کو بھلائے دے رہے ہیں جو کسی وقت اچانک ہی اپنے وجود کا احساس دلا جاتی ہے۔ جو جھنجھوڑ کر صدا دے جاتی ہے ؎

دم چیست؟ پیام است!! شنیدی نہ شنیدی؟؟؟
در خاک تو یک جلوۂ عام است نہ دیدی؟؟

اپنشد کے ایک جملے کا انگریزی ترجمہ ہے——

Man in his ignorance identifies himself with the Material sheets which encompass his real self.

انسان کے اندر کا معنوی وجود' زندگی کی حقیقت اور خالق کی معرفت کا پیام ہے اور یہی وہ سرمایہ ہے جو حبِ دنیا اور حبِ مال جیسے لٹیروں کے ہاتھوں لٹتا جا رہا ہے۔ خواہشات کا گلا گھونٹنے کی بجائے ہم اس آواز کا گلا دبا رہے ہیں۔ جس کے بغیر آدمی بے دندان و چنگ درندہ بن جاتا ہے۔

نیکی پر مطمئن ہونے والا اور شر پر تلملانے والا یہ عنصر ضمیر بھی کہلاتا ہے' آوازِ دوست بھی اور فطرت کی اذان بھی—— لیکن نام کچھ بھی ہو' کیا یہ بات قابلِ غور نہیں کہ زندگی کی مالا کے اس خوبصورت سچے موتی سے غفلت برت کر ہم محض جھوٹے نگوں کی ریزہ کاریوں سے متاثر ہو رہے ہیں—— پہیہ الٹا چل رہا ہے جس کا مطلب ہے گاڑی کی تباہی' زندگی میں فساد۔ سکون سے ناپید لمحات اور اطمینان سے تہی دست دل و دماغ—— جو ہماری زندگیوں میں بکثرت موجود ہیں۔

وقت کی بحرِ بیکراں سے چند لمحے ادھار لے کر ذرا سوچیں کہ یہ روحانی وجود کی صدا کہاں سے اٹھتی ہے—— کس منبع سے پھوٹتی ہے اور کس کا پیام لاتی ہے؟ شاید کہ یہ شبستانِ وجود کو لرزا دے—— شاید کہ یہ ہمارے حق میں بانگِ درا اور نغمۂ جاں فزا قرار پائے اور قافلۂ زیست شاہراہِ مستقیم پر گامزن ہو سکے——

Elizabeth Sewell کی ایک بڑی خوبصورت نظم (New Year Resolution) ہے

I will drain
Long draughts of quiet
As a purgation
Remember
Twice daily
Who I am;
Will lie'o nights
In the bong arms
Of Reality and be comforted

کچھ وقت نکال کر اپنے من میں ڈوب جانے کا تجربہ کٹھن تو ہوتا ہے مگر سراغِ زندگی ضرور دے جاتا ہے!!

---

### قارئین توجہ فرمائیں

ماہنامہ میثاق' حکمت قرآن اور ہفت روزہ ندائے خلافت کا سالانہ زرتعاون ختم ہونے پر یاددہانی کے نظام میں تھوڑی سی تبدیلی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ آئندہ آپ کو سالانہ خریداری کے 11 ویں مہینے یاددہانی کا کارڈ ارسال کیا جائے گا۔ 12 ویں ماہ کے پرچے کے ٹائٹل پر ایک یاددہانی کا سٹکر لگایا جائے گا۔ اس کے بعد (زرتعاون موصول نہ ہونے کی صورت میں) پرچہ بند متصور کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ پرچہ بذریعہ وی پی پی صرف اس صورت میں بھیجا جائے گا جب آپ کی طرف سے اس کی ہدایت موصول ہو جائے۔ زرتعاون یا کوئی اطلاع موصول نہ ہونے کی صورت میں ازخود وی پی پی نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وی پی پی پر اخراجات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور نہ چھڑانے کی صورت میں ادارے کو خاصا نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔ امید ہے قارئین اس سلسلے میں بھرپور تعاون فرمائیں گے۔

(مدیر مکتبہ' خدام القرآن' لاہور)

## ہم اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں..........

# ابلیس تیرے کھیل، شیطان تیری شان

قاضی عبدالقادر

☆ تین لڑکیوں نے خودکشی کر لی۔ ☆ ایک کو باپ نے گولی ماردی ☆ دو شادی شدہ لڑکیوں کو طلاق ـــــ یہ ڈرامہ دکھلائے گا کیا سین ـــــ!!

میں نے اخبار میں ''خبر'' کے طور پر تو نہیں البتہ ایک ''کالم'' میں پڑھا کہ راولپنڈی شہر کی ایک مارکیٹ میں دو برس پہلے کسی صاحب نے نیٹ کیفے بنایا' انہوں نے چھوٹے چھوٹے کیبن بنائے' ان میں کمپیوٹر رکھے اور کیبن کو دروازے لگا دیئے۔ یہ دروازے اندر کو لاک ہو جاتے تھے۔ کیبنز کے اوپر انہوں نے لائٹیں لگائیں اور ان لائٹس میں خفیہ کیمرے چھپا دیئے۔ کیفے کھلا' تو چند ہی روز میں وہاں نوجوان لڑکے لڑکیاں آنا شروع ہو گئے۔ یہ نوجوان جوڑوں کی شکل میں آتے۔ کیبن میں جاتے' اسے اندر سے بند کرتے' کمپیوٹر پر گندی سائٹس دیکھتے۔ کیفے کی انتظامیہ نوجوانوں کی یہ حرکات ریکارڈ کر لیتی۔ بعدازاں ان جوڑوں کو یہ فلم دکھائی جاتی اور انہیں بلیک میل کر کے ان سے گھناؤنے کام لئے جاتے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ایسے 25 نوجوان جوڑوں کی سی ڈی پاکستان سے دبئی گئی۔ وہاں وہ دس لاکھ روپے میں بکی۔ اس کی کاپیاں ہوئیں۔ یہ کاپیاں برطانیہ' امریکہ' فرانس اور جرمنی گئیں اور وہاں سے واپس پاکستان آئیں۔ شروع شروع میں یہ سی ڈی کراچی' لاہور اور اسلام آباد میں چار پانچ ہزار میں فروخت ہوتی رہی۔ اسی ''آمدورفت'' کے دوران یہ سی ڈی کسی گینگ کے ہتھے چڑھ گئی۔ اس گینگ نے ان 25 خاندانوں کا سراغ لگایا اور سی ڈی کی کاپیاں ان جوڑوں کے گھروں تک پہنچا دیں۔ بس اس حرکت کی دیر تھی تیل پر چنگاری آ گری اور اس اسکینڈل کی شکار تین لڑکیوں نے خودکشی کر لی ایک کو والد نے قتل کر دیا۔ دو شادی شدہ خواتین کو طلاق ہو گئی جبکہ لڑکے گھروں سے بھاگ گئے۔ اس سی ڈی میں شامل چند نوجوانوں کا تعلق راولپنڈی کے انتہائی معزز گھرانوں سے تھا۔ یہ معزز گھرانے اس گینگ کا چارہ بن گئے اور اب مسلسل بلیک میل ہو رہے ہیں۔

اس وقت پورے ملک میں ہزاروں ''نیٹ کیفے'' ہیں۔ ان میں کیبن بنے ہیں۔ نابالغ بچے اور بچیاں' اسکول' کالج اور یونیورسٹی کے طالب علم ان کیفوں میں جاتے ہیں۔ گندی سائٹس کھولتے ہیں اور اس کے بعد برائی اور بداخلاقی کی راہ پر چل نکلتے ہیں۔ جس پر بے شمار بلیک میلر بیٹھے ہیں ـــــ یوں گندے نالے بہہ رہے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خواتین کے ملبوسات کے بعض اسٹوروں نے بھی اپنے ''ٹرائی رومز'' میں خفیہ کیمرے لگا رکھے ہیں۔ بعض ایسے بیوٹی پارلر جہاں دلہنیں تیار ہوتی ہیں وہاں بھی خفیہ کیمروں کے ذریعہ بچیوں کی فلمیں بنائی جاتی ہیں۔ ان کے گھرانوں کو بھی بلیک میل کر کے رقم بٹوری جاتی ہے۔ یہ فلمیں بیرون ملک بھی بھیج دی جاتی ہیں جہاں یہ مہنگے داموں بکتی ہیں ـــــ ایسے نہ جانے کتنے کیسز ہیں جو بدنامی کی وجہ سے منظر عام پر نہیں آتے۔

علماء کرام اور مشائخ عظام جو منبر و محراب کی زینت بنتے ہیں' دینی و سیاسی جماعتوں کے قائدین' جو لاکھوں فرزندان توحید کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر اور ملین مارچوں سے خطاب کرتے نہیں تھکتے' حج کے بعد سب سے بڑا اجتماع کرنے والے تبلیغی رہنماؤں' جہادی تنظیموں کے سربراہوں' ان سب سے میری گزارش ہے کہ خدارا نئی نسل کو تباہی کے گڑھے سے جانے سے بچائیں ـــــ جب یہ نسل ہی تباہ ہو جائے گی تو آپ کس پر حکومت الٰہیہ' اسلامی نظام' نظام مصطفیٰ ﷺ اور نظامِ خلافت قائم کریں گے!

اٹھو وگرنہ حشر ہو گا نہ پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

یہاں تک تحریر کر چکا تھا کہ میری نظر ایک رپورٹ پر گئی جو یکم اکتوبر 2003ء کو امریکہ کے ایوان نمائندگان میں پیش کی گئی تھی۔ یہ رپورٹ کسی فردِ واحد کی بڑ یا کسی امریکیت زدہ کا ذہنی بخار بھی نہیں ہے بلکہ اسے 15 رکنی ایڈوائزری (مشاورتی) گروپ نے مرتب کیا ہے۔ جس میں چار سابق امریکی سفیر' سات امریکی دانشور اور چار مسلم نژاد امریکی شامل ہیں۔ رپورٹ کا عنوان ہے:

Changing minds winning peace: A new strategic direction for U.S public. Diplomacy in the Arab and Muslim world.

80 صفحات کی یہ رپورٹ سات حصوں پر مشتمل ہے جس کا مطالعہ مسلم دنیا کے حکمرانوں' صحافیوں' سیاست دانوں' دانشوروں اور اساتذہ کرام کو ضرور کرنا چاہئے' معاصر ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' میں اس رپورٹ کے کچھ اقتباسات شائع ہوئے ہیں موضوع کی مناسبت سے ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی میں انٹرنیٹ ایک نہایت طاقتور ذریعہ ہے عرب' مسلم معاشروں میں خاص طور پر عورتوں کی ''نیٹ'' تک رسائی کے راستے میں متعدد رکاوٹیں ہیں۔ نئی نسل کے لڑکے لڑکیوں کو انٹرنیٹ کی بھوک بری طرح اپنی جانب کھینچ رہی ہے اور ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ مسلمانوں میں آدھی آبادی 17 سال سے کم عمر کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ اندریں حالات ان میں انٹرنیٹ تک بڑے پیمانے پر رسائی کے لئے امکانات پیدا کرنا امریکی ثقافت اور اقدار کو مسلم معاشروں میں پیوست کرنے میں خصوصی طور پر معاون ثابت ہوگا (ص 40) امریکی حکومت کو انٹرنیٹ کو عرب اور مسلم دنیا کے عوام میں پھیلانے کے لئے لگن سے کام کرنے کا منصوبہ بنانا چاہئے۔ یہ سہولت صرف شہروں تک محدود نہیں رہنی چاہئے بلکہ اسے ان دیہات تک بھی پہنچا دینا چاہئے جہاں امریکہ مخالف جذبات نسبتاً کم ہیں۔ اس ضمن میں این جی اوز سے مدد لی جانی چاہئے (ص 42) ہمیں انٹرنیٹ اور کمیونی کیشن ٹیکنالوجی کی ترویج کے لئے بجٹ کا عظیم حصہ مختص کرنا ہوگا۔ (ص 70)

تیری بربادیوں کے مشورے ہیں ''آسمانوں'' میں

❁❁ ضرورت رشتہ ❁❁

26 سالہ MSc' لاہور کے رہائشی' برسرروزگار دینی رجحان کے نوجوان کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: ریاض حسین

موبائل: 0300-4601252

# تکلف برطرف

مسلم برنی

ضرورتِ رشتہ ☆ دعائے صحت ☆ دعائے مغفرت عنوان پڑھ کر چونکیے گا نہیں اور نہ ہی ہماری ''ذہنی صحت'' کے بارے میں ابھی کوئی سلط غلط اندازہ لگایئے گا۔ الحمدللہ ہم خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت نیک مطلوب!

ہوا یہ کہ ہم کراچی سے لاہور گئے ہوئے تھے۔ اگلے روز تنظیم اسلامی کی جانب سے وہاں ایک احتجاجی مظاہرہ منعقد ہوا۔ ہم بھی وہاں حاضر تھے اور اچھل اچھل کر نعرے لگا رہے تھے ـــــ جب گلے اور پھیپھڑوں کی کافی ورزش ہو چکی تو لاہور کے ہمارے ایک پرانے ساتھی چپکے سے ہمیں ایک کونے میں لے گئے اور کہنے لگے کہ: ''تمہاری دو عدد بھتیجیاں ہیں' ذرا کراچی میں ان کے رشتہ وشتہ کا خیال رکھنا۔'' ہم نے کچھ تفصیل معلوم کی اور پھر عرض کیا کہ بھائی یہ اپنا ''ندائے خلافت'' جو ہے نا' یہ کس کام آئے گا۔ اس میں اشتہار دے ڈالونا ـــــ کہنے لگے وہ بھی ایک بار نہیں دو بار کر کے دیکھ لیا مگر نتیجہ ایک صفر نہیں دو صفر۔ ہمیں تعجب ہوا کہ بظاہر تو ''ندائے خلافت'' خاصا ''رشتہ آور'' رسالہ ہے۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ ''تعجب'' میں ''عجب'' یوں بھی شامل تھا کہ ہم ایک عرصہ سے دیکھ رہے تھے کہ رسالہ میں ''ضرورتِ رشتہ'' کے اشتہارات میں' جو پہلے ماشاء اللہ خاصی تعداد میں ہوتے تھے' رفتہ رفتہ کمی آتی جا رہی ہے اور اب تو برکت کے لئے ایک آدھ ہی رہ گیا ہے۔ بس جی اسی دن سے ہم اس کھوج میں لگ گئے کہ آخر ان اشتہارات کے کم ہوئے جانے اور اب تقریباً نہ ہونے کی وجہ کیا ہے!

ایک دن اچانک ہم پر اس کی وجہ منکشف ہو گئی اور وہ یہ تھی کہ رسالہ شریف میں ''ضرورتِ رشتہ'' ''دعائے مغفرت'' اور ''دعائے صحت'' تینوں کا مواد عموماً ایک ہی صفحہ پر اوپر نیچے سیاہ پٹیوں کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ یعنی ''ضرورتِ رشتہ'' کے لئے بھی سیاہ پٹی' دعائے مغفرت کے لئے بھی سیاہ پٹی اور ''دعائے صحت'' کے لئے بھی سیاہ پٹی۔ ہر طرف سیاہ ہی سیاہ ـــــ اب کوئی اتنا وقت کہاں سے لائے کہ غور سے سیاہ پٹیوں میں تلاش کرے کہ کس کے لئے دعائے مغفرت کروں' کس کی صحت کی تمنا کروں' اور کہاں رشتہ بھیجوں ـــــ ظاہر ہے معاملہ گڈمڈ ہو جاتا ہو گا۔ سچ پوچھئے تو خود ہم جیسے جہاندیدہ آدمی ایک ''ضرورتِ رشتہ'' کے اشتہار پر مغفرت کی دعا پڑھنے سے بس بال بال ہی بچے۔ اس کی مثال کچھ ایسے ہے کہ ایک صاحب نئے نئے مسلمان ہوئے تو انہیں مختلف مواقع پر استعمال کرنے کے لئے شرعی الفاظ بتائے گئے مثلاً الحمدللہ' ماشاء اللہ' انا للہ وانا الیہ راجعون (جو انہیں ذرا مشکل سے یاد ہوا)' سبحان اللہ وغیرہ۔ اب انہیں اکثر یاد نہیں رہتا تھا کہ کس وقت کیا پڑھوں۔ کسی نے کہا کہ فلاں صاحب کے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوئی ہے تو انہوں نے ''انا للہ'' پڑھ دیا۔ معلوم ہوا کہ فلاں صاحب انتقال فرما گئے ہیں تو رونی صورت بنا کر کہا ''الحمد للہ''۔ پتہ چلا کہ فلاں دوست موٹر سائیکل کے حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں' فوراً ہی فرما دیا ''ماشاء اللہ'' اور ''سبحان اللہ''۔

پچھلے کچھ عرصے سے صوری و معنوی طور پر ''ندائے خلافت'' کی خوب آرائش و زیبائش کی گئی ہے مگر شاید مذکورہ تحریروں کی طرف کسی کی نظر نہیں گئی۔ خیر ''ندائے خلافت'' ہمارا اپنا رسالہ ہے۔ ہم اس قسم کے مواد کی اشاعت کے سلسلہ میں کچھ مشورے بغیر فیس کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف!

**(1)** ''رشتہ درکار ہے'' کے اشتہار پر سیاہ پٹی کبھی نہ لگائی جائے۔ اس کی بجائے آپ وہاں ''رشتہ درکار ہے'' کے بیک گراؤنڈ میں کہاروں کو پالکی یا ڈولی لے جاتے ہوئے دکھا دیں۔ یہ ڈولی یا پالکی ستاروں کے جھرمٹ میں بھی دکھائی جا سکتی ہے۔ پھر دیکھئے گا کہ آپ کی محنت اور ہمارے قیمتی مشورہ کی وجہ سے اشتہارات کی بھرمار ہو جائے گی۔

**(2)** ''دعائے مغفرت'' یا ''انتقالِ پُرملال'' کی اطلاعات صرف سیاہ پٹی ہی میں نہیں بلکہ سیاہ حاشیے میں شائع کی جائیں۔

**(3)** ''دعائے صحت'' کی درخواست میں کالی پٹی ختم کر کے دو ہاتھ دعا کے لئے اٹھتے دکھا دیئے جائیں تو بہتر ہے۔ ہاتھوں کی تصویر علماء کرام جائز قرار دیتے ہیں۔

**(4)** آخری اور بہت ضروری بات یہ کہ خدارا ''دعائے مغفرت'' اور ''انتقالِ پُرملال'' کے عنوانات ''دعائے صحت'' اور خصوصاً ''رشتہ درکار ہے'' کے اشتہارات سے خاصے فاصلے پر رکھے جائیں بلکہ بہتر ہے کہ علیحدہ صفحہ پر شائع کئے جائیں تاکہ انہیں ''گڈمڈ'' کرنے کا دور دور تک شائبہ تک نہ رہے۔

---

(انتخاب: فریدہ اللہ مروت)

## حقیقتِ دنیا

خلیفہ ہارون الرشید طوس میں بستر علالت پر پڑا ہوا تھا۔ موت اسے گھیرے ہوئے تھی۔ اس نے اسی مکان میں جس میں کہ وہ ٹھہرا ہوا تھا اپنی قبر کھدوائی۔ جب قبر کھد گئی تو چند محافظوں نے قبر میں اتر کر قرآن مجید ختم کیا۔ ہارون الرشید نے کہا ''لوگو! گواہ رہنا کہ میں خدا پر ایمان رکھتا ہوں اور رسول اللہ کی رسالت کا سچے دل سے قائل ہوں۔ میں ایک معصیت اور گناہ کا پیکر ہوں جس نے ساری عمر غم غلط کرنے کی کوشش کی۔ لیکن میں پھر بھی غم غلط نہ کر سکا۔ میں نے بے حد مغموم اور فکر کی زندگی گزاری ہے۔ حکومت کے کاموں اور حکومت کی لعنتوں نے مجھے اکثر خدا اور مذہب سے غافل رکھا ہے۔ خدا مجھے معاف کرے۔ مجھے زندگی کا کوئی دن ایسا یاد نہیں ہے جو میں نے بے فکری کے ساتھ گزارا ہو۔ اب میں موت کے کنارے ہوں۔ موت تم سب سے مجھے جدا کر دے گی اور یہ قبر جو اس وقت منہ کھولے سامنے ہے' میرے جسم کو نگل لے گی۔ یہی ہر انسان کا مآل ہے۔ لیکن انسان اپنے مآل سے میری طرح غافل رہتا ہے''۔ اس کے بعد خلیفہ نے حکومت کے انتظامی معاملات کے متعلق کچھ مشورے دیئے اور اس کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا۔

# شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ "تنظیم اسلامی" کی سرگرمیاں اور اطلاعات

## ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ خان حقانی کا دعوتی دورہ

ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ خان حقانی اپنے سہ ماہی شیڈول پروگرام کے مطابق 23' 24 اپریل کو میدان تشریف لے گئے تھے۔ پروگرام کا انعقاد رفیق تنظیم جناب غلام حمید صاحب نے کیا تھا۔ طے شدہ شیڈول کے مطابق پہلا پروگرام بمطابق بشگرام جامع مسجد میں ہوا۔ بعد از نماز عصر حقانی صاحب نے ''خلافت ارضی کا قرآنی تصور'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ خلافت قائم نہ ہونے کی اصل وجہ امتِ مسلمہ کا علم سائنس و ٹیکنالوجی اور علمِ وحی سے محرومی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ کے جس رکوع میں آدم کی خلافت کا اعلان فرما رہا ہے اس کے ساتھ اس کو قائم کرنے اور دائم رکھنے کے لئے دو علوم بھی ضروری قرار دیتا ہے۔ یعنی علم الاسماء (سائنس و ٹیکنالوجی) اور علمِ وحی لہٰذا جب تک ان دو علوم سے امت لیس نہ ہو جائے خلافت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔

دوسری نشست بعد از نماز عشاء ہوئی جس میں حقانی صاحب نے نیو ورلڈ آرڈر کی اصل حقیقت کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے موجودہ ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں مسلمانوں کی ذلت' پستی اور بے بسی کے اسباب پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے فرمایا کہ نیو ورلڈ آرڈر دراصل جیو ورلڈ آرڈر ہے۔ اعدائے اسلام ٹیکنالوجی میں تفوق اور عالمی اداروں کے ذریعے عالم اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف عمل ہے۔ اور اللہ کی بغاوت پر مبنی تہذیب دنیا پر مسلط کرنے' شرم و حیا کا جنازہ نکالنے اور چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کرنے پر تلے ہوئے ہیں تاکہ سوا ارب سے زیادہ مسلمانوں کو حیوانی سطح پر زندگی گزارنے پر مجبور کر کے اپنے مذموم مقاصد پورے کر سکیں۔

آپ نے فرمایا کہ دعوت رجوع الی القرآن وقت کی اہم ضرورت ہے۔ اسلام اور قرآن کی حقانیت سے مجبور ہو کر مغرب اور یورپ کے ذہین افراد اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان بنیں اور قرآن کے آفاقی پیغام کو مخاطبین کی ذہنی سطح کے مطابق مدلل طور پر پیش کریں اور دورِ حاضر کے مشرکانہ و ملحدانہ نظریات کے بتوں کو پاش پاش کر کے اسلام کا نظامِ عدل و قسط قائم کرنے کی کوششوں میں تن' من' دھن کھپائیں۔ اس پروگرام میں تقریباً 100 افراد نے شرکت کی۔

تیسری اور آخری نشست اگلے دن جامع مسجد بشگرام جنوبی میں بعد از نماز فجر درسِ قرآن پر مشتمل تھی۔ سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی چار آیات پر حقانی صاحب نے مدبرانہ انداز میں سامعین کو انسان کے مقصدِ تخلیق اور اس کے امتیازی خصوصیات سے آگاہ کیا۔ تقریباً 50 سامعین نے اس نشست میں شرکت کی۔ (مرتب: احسان الودود)

## رپورٹ تقسیم پمفلٹ

حلقہ سے آمدہ پمفلٹ ''کیا اہلِ ایمان کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔'' کی تقسیم کے لئے 2 مئی بروز اتوار کا دن طے تھا۔ مذکورہ دن صبح 10 بجے رفقاء ٹاؤن ہال ایبٹ آباد کے قریب جمع ہوئے۔ سوا دس بجے ابتدائی مشاورت کے بعد دعا ہوئی اور پمفلٹ کی تقسیم کا آغاز ہوا۔ رفقاء امیر تنظیم اسلامی ایبٹ آباد ذوالفقار علی صاحب کی قیادت میں روانہ ہوئے۔ جناح باغ کی دکانوں سے پمفلٹ تقسیم کرنا شروع کیا گیا۔ یہاں سے ہوتے ہوئے رفقاء مال روڈ پر آ گئے اور اقبال شاپنگ کمپلیکس اور اس کے اردگرد دکانوں اور دفاتر وغیرہ میں پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ حسب موقع گفتگو بھی کی گئی۔ مال روڈ پر آگے فوارہ چوک' بس سٹینڈ کے قریب دکانوں' ہوٹلز وغیرہ پر پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ راستے میں ملنے والے لوگوں میں سے بھی سنجیدہ حضرات کو پمفلٹ دیا گیا۔ بعض گاڑیوں میں بھی پمفلٹ دیا گیا۔ لوگوں کی طرف سے عموی تاثر اچھا تھا۔ یہاں سے رفقاء مین بازار کی طرف آئے۔ مین بازار اور صدر بازار کے بعض حصوں میں پمفلٹ کی تقسیم عمل میں لائی گئی۔ یہاں سے عیدگاہ روڈ کی طرف رخ ہوا اور اطراف کی دکانوں' ہوٹلز وغیرہ میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد مسجد قوۃ الاسلام میں درسِ قرآن ہوا۔ ذوالفقار علی صاحب نے سورۃ الحج کی منتخب نصاب کے حوالے سے آیات کا درس دیا۔ قریباً 10 افراد نے ان کا درس سنا۔ بعد نماز پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ طعام و آرام کے بعد کینٹ بازار سے پمفلٹ کی تقسیم کا دوبارہ آغاز کیا گیا۔ کینٹ پلازہ اور صدر بازار کے بقیہ حصے' میں اس دوران پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ بعد نماز عصر حافظ ہارون صاحب نے جی پی او مسجد میں پمفلٹ میں شامل سورۃ مومنون کی آیت کے حوالے سے درس دیا۔

درس کے بعد پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ بعد ازاں مسجد بازار' پرانی سبزی منڈی' کچہری روڈ اور نانجی چوک کے علاقے میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ مناسب مواقع پر گفتگو ہوئی اور رابطہ فون نمبر سے بھی لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔ بعد نماز مغرب راقم نے کچہری جامع مسجد میں سورۃ العصر کا درس دیا۔ قریباً 15 افراد اس میں شریک ہوئے۔ درس کے بعد پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے۔

اس کے بعد آخر میں جائزہ میٹنگ منعقد ہوئی۔ رفقاء نے پروگرام کے بارے میں تاثرات بیان کئے اور اسے مفید قرار دیا۔ دعائے مسنونہ پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ رفقاء کی اس سعی و جہد کو اپنے دربار میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین (مرتب: اسد قیوم)

## ذیلی حلقہ سرگودھا میں دعوتی سرگرمیاں

مرکز کی طرف سے جاری کردہ دعوتی تحریک ''فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ'' کی ہدایات موصول ہونے کے بعد مقامی رفقاء کے مشورے سے اس تحریک کو دعوت الی اللہ کا عوامی سطح پر شعور اجاگر کرنے کے لئے بھرپور جد و جہد کا پروگرام مرتب کیا گیا۔

اخبارات میں پریس ریلیز جاری کرنے اور مضامین شائع کرنے کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ 23 اپریل 2004ء کو امیر حلقہ غربی پنجاب جناب رشید عمر صاحب کے مسجد جامع القرآن میں خطاب جمعہ کا اہتمام کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کو مرکز میں تین نشستیں منعقد ہوئیں جن میں مختلف زاویوں سے اس تحریک کو اجاگر کرنے اور عوامی رنگ دینے کی بھرپور کوشش کی گئی۔ اس کے لئے ذاتی رابطے' خصوصی ملاقاتیں اور پریس ریلیز سے کام لیا گیا۔

جمعۃ المبارک کو جناب محمد رشید عمر صاحب کا خطاب قریب ایک گھنٹہ کا ''دعوت الی اللہ'' کی فرضیت اور عامۃ المسلمین کی ذمہ داریوں پر ایک پراثر خطاب تھا۔ مسجد ہذا کھچا کھچ نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ اور خطیب کی داعیانہ اور انقلابی جذبہ و فکر کی عکاسی لوگوں کو متوجہ اور ہمہ تن گوش کرنے میں بہت نمایاں نظر آ رہی تھی۔

اسی روز بعد نماز عصر ایک خصوصی نشست کا اہتمام تھا جس میں نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ ان میں کالج' یونیورسٹی کے طالب علم' اساتذہ' آئی ٹی سی اور کمپیوٹر کی فیلڈ سے متعلقہ لوگ وکلاء اور دیگر مختلف شعبوں سے متعلقہ نوجوان شامل تھے۔ اس دعوتی مہم میں عزیزم عمر فاروق' احمد حیات اور عامر یعقوب کی مساعی خصوصی طور پر قابل ستائش تھیں۔ انتظامی امور میں عبدالسمیع' اعجاز احمد' اور عبدالخالق نے نمایاں دلچسپی لی۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹہ کی نشست میں جناب رشید عمر صاحب نے منہج انقلابِ نبوی کی نسبت سے بڑی کامیاب ذہن سازی کی۔ فلسفہ انقلاب اور جامع تصورِ دین کو بڑی خوبصورتی سے لپیٹا۔ سوال و جواب بھی ہوئے مگر وقت کی کمی کی وجہ سے راقم کو جلد windup کے لئے اختتامی کلمات کہنے پڑے اور تواضع کے دوران ہی گفتگو جاری رکھنے کا وعدہ کرنا پڑا۔ نماز مغرب کی اذان تک کسی نہ کسی انداز سے مختلف ٹولیوں میں اسی موضوع پر بات ہوتی رہی جس میں مختلف رفقاء کے اختلاط سے گفتگو جاری رہی۔ اسی دوران عزیزم عبدالخالق اور زاہد سلیم نے لوگوں کے رابطہ ایڈریس بھی حاصل کر لئے تاکہ مستقبل میں رابطے کئے جا سکیں۔

تیسری نشست بعد نماز مغرب سے نماز عشاء تک جاری رہی۔ اس خصوصی نشست میں رفقاء تنظیم' احباب اور معاونین مدعو تھے۔ امیر حلقہ جناب رشید عمر صاحب نے ترغیب و تشویق کا حق ادا کیا۔ مرکز کی جاری کردہ اس تحریک ''فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہ'' کو کامیاب بنانے کے لئے رہنمائی و ہدایات دیں اور رفقاء کے اشکالات اور سوالات کے اطمینان بخش جوابات دینے کی کوشش کی۔ آخر میں دعا پر یہ نشست بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی اور مہمان محترم رات گئے ہی عازم فیصل آباد ہو گئے۔

اس تحریک کی تشہیر کے لئے علماء سے رابطے جاری ہیں۔ اشتہارات‘ ہینڈ بلز‘ مساجد اور عوامی مراکز میں تقسیم کا پروگرام بھی جاری ہے۔ شہر کے دینی اور تجارتی مراکز میں اس مضمون کے بینرز بھی آویزاں کر دیئے گئے ہیں۔

مختلف مساجد میں نمازوں کے بعد مرکز سے جاری کردہ ہدایات کی روشنی میں رفقاء کے مختصر خطابات بھی وقتاً فوقتاً ہو رہے ہیں۔ صحافیوں سے مزید رابطے ہوئے ہیں کیبل نیٹ ورک کے ذریعے ابلاغ کے مواقع پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ کام کرنے کے بعد صاحب اقتدار لوگوں سے دوسری سطح کے رابطے ہوں گے۔ رفقاء کی دلچسپی اور جذبہ قابل ستائش ہے۔

(مرتب: ملک خدا بخش)

## تنظیم اسلامی خار باجوڑ کی دعوتی سرگرمیاں

اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ آج دنیا ایک گلوبل ویلج بن گئی ہے۔ سائنس و ٹیکنالوجی کی بدولت لوگ مریخ اور دیگر سیاروں پر کمند ڈال رہے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ دجالی نظام خدا ناشناس ہے اس کی روحانی آنکھ بند ہے جبکہ مادی آنکھ چوپٹ کھلی ہوئی ہے اس نے لوگوں کی نگاہیں دنیا‘ کائنات اور مادی وجود تک محدود کر دی ہیں جبکہ کائنات کی عظیم حقیقت اللہ‘ آخرت اور روح اس کی نظروں سے اوجھل ہیں اور یہی اس نظام کا اصل فتنہ اور شر ہے۔

تنظیم اسلامی خار کے امیر تنظیم فیض الرحمٰن اور دیگر رفقاء روزانہ حقیقی ذاتِ بے ہمتا کی حکمرانی قائم کرنے کے لئے دروس قرآن و حدیث‘ تفہیم دین کورسز‘ خطباتِ جمعہ اور دیگر موقعوں پر بیانات عام کر رہے ہیں چونکہ تنظیم اسلامی خار کے رفقاء روزانہ کوئی نہ کوئی پروگرام ضرور کرتے ہیں القرآن پبلک سکول مینہ میں فیض الرحمٰن صاحب نے دین و مذہب کا فرق واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام ایک نظام ہے‘ ہر نظام اپنا غلبہ چاہتا ہے لیکن آج دین اسلام سکڑ کر مذہب بن گیا ہے۔ شام کو قریبی مسجد میں راقم نے فرائض دینی کے جامع تصور پر لب کشائی کی۔ رات کو تنظیم سے متعلق مختلف امور پر مقامی امیر تنظیم نے اظہارِ خیال کیا۔ ساتھیوں کی تربیتی نشست بھی ہوئی۔ صبح کو فیض الرحمٰن صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ آپ نے واضح کیا کہ زمین پر فساد کی وجہ غیر اللہ کا نظام ہے۔ ایک اور تفہیم دین کورس راقم اور گل محمود صاحب نے جامع مسجد گٹکے میں کیا۔ اس پروگرام میں بھی دین‘ فرائض دینی کا جامع تصور‘ جہاد فی سبیل اللہ اور منہج انقلاب پر بحث کی گئی اور ان کے حقیقی تصور کو اجاگر کیا گیا۔ جامع مسجد خرکی میں ایک اور تفہیم دین کورس کا انعقاد کیا گیا۔ اللہ کے فضل سے یہ کورس بھی بخیریت تکمیل کو پہنچا۔ لوگ خاصے متاثر ہوئے۔ راقم کو امید غالب ہے کہ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب قلب خراسان مالاکنڈ تنظیم اسلامی کے رفقاء کے واشگاف نعروں سے گونج اٹھے گا‘ اقبال نے غالباً اسی علاقے کے بارے میں کہا تھا

نہیں ہے ناامید اقبال اپنے کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

(رپورٹ: ابوکلیم محسن‘ باجوڑ)

## ذیلی حلقہ سرگودھا میں دعوتی سرگرمیاں

۱۲ ربیع الاول کی مناسبت سے ہمارے معاشرے میں نبی اکرم ﷺ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے مختلف قسم کے پروگرام ہوتے ہیں۔ جس میں چند تنظیمیں مل کر جلوس نکالتی ہیں۔ میلاد کی مختلف محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ گھروں میں ختم قرآن ہوتے ہیں‘ دیگیں پکا کر سبیلیں لگا کر خیراتیں کی جاتی ہیں۔ لیکن ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ دین اور سنت رسول اللہ ﷺ میں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ سب رسمیں ہیں جنہیں ہم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور اپنے تئیں یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا حق ادا کر دیا۔ افسوس صد افسوس کہ دنیا میں آج امت مسلمہ کی جو حالت زار اور رسوائی ہے اس کو دیکھتے ہوئے بھی ہماری آنکھیں بند ہیں۔ کوئی مسیحا جگانے والا نہیں۔ کوئی حضور ﷺ کا مقصد بعثت بتانے والا نہیں۔ یہی جذبات اور احساسات تھے جن کی وجہ سے اسرہ کینٹ نے بھی ایک ہلکا پھلکا جلسہ سیرت النبی ﷺ کرنے کا سوچا۔ اور جسکا موضوع ”حضور ﷺ کا مقصد بعثت اور موجودہ حالات“ منتخب کیا۔ چنانچہ اسرہ کینٹ کے تمام رفقاء کو اپنے اپنے علاقے میں ڈور ٹو ڈور ہینڈ بل تقسیم کرنے کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

## دعوتی و تربیتی سہ روزہ پروگرام

28-29-30 مئی 2004ء

قرآن اکیڈمی خیابان کالونی نمبر 2 فیصل آباد فون نمبر 041-728222

رفقاء و احباب سے درخواست ہے کہ 9 بجے تک لازماً پہنچ جائیں۔ لاہور سے جانے والے حضرات مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو سے رابطہ کریں۔

رحمت اللہ بٹر

مرکزی ناظم دعوت

## دو روزہ تربیتی پروگرام حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن

تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کا دو روزہ تربیتی پروگرام مورخہ یکم مئی بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد فاطمہ سیالکوٹ میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن سے ہوا جس کی سعادت گجرات کے مبتدی رفیق میاں عمران لطیف صاحب نے حاصل کیا۔ اس کے بعد راقم نے تعارفی کلمات ادا کئے‘ قرآن حکیم کی دو اصطلاحات اقیموا الصلوٰۃ اور اقیموا الدین کی وضاحت کرتے ہوئے رفقاء کو فکر تنظیم سے آگاہ کیا اور تحریکی و انقلابی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد ناظم دعوت و تربیت حلقہ گوجرانوالہ محترم خادم حسین صاحب نے روح کی حقیقت کے بارے میں مختصر سی گفتگو کی اور اصلی روحانی انسان کی نورانیت اور روحانیت کو پروان چڑھانے کے لئے قرآن سے چمٹ جانے کی نصیحت کی۔

نماز مغرب کے بعد بھائی محمد کلیم اللہ صاحب نے اطاعت والدین پر مفصل تقریر کی اور خاص کر والدہ کے مقام و عظمت کے ساتھ ساتھ والد کے مقام کا بھی ذکر کیا۔

دوسرا لیکچر محترم عثمان صاحب کا تھا۔ آپ نے قرآن کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم کے حقوق مفصل بیان کئے اور قرآن کو چھوڑنے کی وجہ سے جو ذلت اور رسوائی امت کی ہو رہی ہے‘ بڑے درد بھرے انداز میں اس کا ذکر کیا اور مزید فرمایا کہ اگر ہمیں دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنی ہے تو قرآن سے چمٹ جانا ہے اسے اپنا اوڑھنا بچھونا بنانا ہوگا اس میں ہماری فلاح ہے۔

بعد نماز عشاء مطالعہ کتب میں تنظیم اسلامی کی دعوت کا اجمالی خاکہ کا اجتماعی شکل میں مطالعہ کروایا گیا۔ پروگرام کے دوران محترم خادم حسین ناظم دعوت چند احباب سے دعوتی ملاقات کرنے گئے‘ بقول ان کے ان کے سوالات کے جوابات دیئے اور موجودہ حالات اور امت کے مستقبل پر روشنی ڈالتے ہوئے کرنے کا اصل کام (اقامت دین) پر مفصل گفتگو کی۔ رات کے کھانے کے بعد حسب معمول گروپس کی صورت میں دعاؤں کا مذاکرہ ہوا اور پھر سے دعاؤں کی اصلاح و یاددہانی کروائی گئی۔

مورخہ 2 مئی کو صبح بعد نماز فجر خادم حسین صاحب نے سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کا درس دیا۔ انہوں نے کم وقت میں انتہائی جامع درس قرآن دیا۔

ناشتہ کے بعد سیالکوٹ کے امیر محترم عبدالقدیر بٹ صاحب نے تجوید کی کلاس کروائی۔ تمام رفقاء نے سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ بٹ صاحب ساتھ ساتھ اصلاح کرتے جاتے اور قواعد و تجوید سمجھاتے جاتے۔ اس کے بعد مزید بہتری کی ترغیب دی۔

راقم نے اس کے بعد تمام رفقاء کے سامنے حلقہ کے مالی معاملات کا ذکر کیا۔ 3 ماہ پر مشتمل آمدنی و اخراجات کی تفصیل بتائی اور ساتھیوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دی۔

آج کا پروگرام آخری و خصوصی حصہ مذاکرہ کی صورت میں تھا جس میں پہلے نقیب اسرہ منڈی محترم محمد حسین صاحب نے سوالات و جوابات کے انداز میں سورۃ الفاتحہ کا مطالعہ کروایا اور اس کی اہمیت کو اجاگر کیا محترم عادل قریشی نے حالات حاضرہ پر مفصل گفتگو کی اور تنظیم اسلامی کی اس سطح پر کام کرنے کی اہمیت پر زور دیا۔ آپ نے تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے رفقاء کو حالات کے تحت کام کرنے کی طرف زور دیا اور کہا کہ عوام الناس کو موجودہ حالات کے تحت دین کی فکر اور عملی پہلوؤں کو سامنے لاتے ہوئے آگاہ کرنا چاہئے اور یوں یہ مختصر سا تربیتی پروگرام ختم ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ ہمیں نفاق سے بچائے اور ہمارا ایمان سلامت رکھے آمین!

(شاہد رضا‘ گوجرانوالہ)

Abid Ullah Jan
(e-mail: Abidjan@tanzeem.org)

# In America: The Enemies Within

## Part - IV

Let's not mince words. Today, the American policy toward the Israeli-Palestinian conflict is insane not because the advocates of a perpetual war on Islam consider that the U.S. is doing nothing. It is insane exactly because the U.S. has done far more than casting vetoes and sponsoring occupation.

The only issue that helps the warriors on Islam add some objectivity to their bias upon bias is their admitting the indefensible Israeli crimes against humanity. They tell the unavoidable truths with a grain of salt and then expect a certificate of impartiality for it.

"Israel must get out of the West Bank and Gaza Strip as soon as possible and evacuate most of the settlements" sounds encouraging from Friedman's mouth. However, the "idea" loses its worth when it is proposed in defense of Zionism, not in favor of justice.

Friedman writes in his January 8 column: "Israel should withdraw...not because Israel is wrong, but because Zionism is a just cause." When "occupation is not wrong" and Zionism is a "just cause," let both the US and Israel fight these causes till the last breath.

To the advocates of endless war with Islam, Zionism may not be racism,[1] but their shallow criticisms of US policy and proposal for Israeli withdrawal is also not worth a dime because the proposal is only to stem the tides of history turning against Israel.

Partial withdrawal is now suggested only as a tactical withdrawal to avoid a minority from the precious shame of enslaving a majority in its own land. In Friedman's view, "it is now an urgent necessity" simply because "the Jewish state is in peril" — not because the Palestinians are suffering. They are simply "gripped by collective madness," not Israel's oppression. Great "idea." More to come.

The major factor that makes Israeli withdrawal "a necessity" is to strengthen pro-American Arab moderates" and "America's influence in the Muslim world." So the little surrender in Palestine is a "necessity" for winning the overall clash with Islam under the banner of war on terrorism and ideas.

This is not a guessing game. The "ideas" are coming directly from the most reverend journalist in the US, who tirelessly advises policy makers through his columns and talks in Washington. It clearly shows how occupation of Arab lands has been used to cow Arabs for all these years and how a symbolic withdrawal is now envisaged for fully occupying the rest of Muslim lands and mind.

After aiding and abetting Israeli atrocities for all these years, Friedman suggests with a sense of urgency that Israeli withdrawal "can't happen too soon, and the U.S. should be forcing it." Why? Because he is scared of the "three dangerous trends" which will make it happen regardless of the U.S. wishing or forcing it.

The trends identified by Friedman are: "population explosion" which will shatter the myth of their following democratic ideals; "the worst interpersonal violence ever between Israelis and Palestinians" showing determination of the Palestinians not to cave in to occupation despite all peace ploys and atrocities for making it acceptable, and "an explosion of Arab multimedia — from Al Jazeera to the Internet," propagating the reality behind cooked up reports.

The alternative sources of information are the real force that has made the advocates of perpetual war lose their monopoly over opinion making. It is not that Arab media explosion and internet is feeding biased images. It is that New York Times, CNN, etc can no longer conceal the fact that the biggest threat to human existence is Zionism.

The proposed Israeli withdrawal will not be a cure-all simply because it would not be in good faith and despite hinting to Clinton's deal, it is highly unlikely that any of the five Israeli "nos" for a peace treaty with the Palestinians will change to yes: no withdrawal to the pre-1967 boundaries; no (full) withdrawal from East Jerusalem; no (complete) dismantlement of Jewish settlements; no right of return for Palestinian refugees and no additional army west of the Jordan river.

So, the proponents of a clash with Islam are racing against reality. On the one hand, they are making tall claims of pluralistic democracy for justifying Iraq's occupation and to the contrary desperately trying to preserve Jewish identity of Israel.

If Friedman is so much for "a decent, pluralistic, self-governing entity"[2] in Iraq, why is he losing his sleep over the thought that "Israel will become a non-Jewish state"?[3] It is a marked contradiction in two consecutive pieces of the same series published just two days apart. It smells of the cleverly hidden racism in the veins of the promoters of the "war of ideas."

Just as land for peace deception was used in 1991 to ensure Muslim support for an armed coalition and repealing a UN resolution, a symbolic Israeli withdrawal is once more on the cards to achieve strategic gain in the war on Islam. In Friedman's view it "will strip the worst Arab leaders of an excuse not to reform" and disarm completely.

To think America would wash away its record of hypocrisy with little concessions on the Israeli front and win the clash with Islam is a truly dangerous fantasy. (to be continue)

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No. 20

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: Abidjan@tanzeem.org)

# In America: The Enemies Within

## Part - III

During 2004, the world is going to witness a remarkable struggle in Iraq. On one side, it is going to see the United States struggling to impose a secular regime as per advice of the promoters of war. On the other side, it will see the struggle of the Iraqi people to get rid of the U.S. occupation and live by Islam under a truly representative rule.

Three obsessions led the U.S. into making the strategic mistake of occupying Iraq: i) settle personal scores with Saddam, ii) control natural resources, and most importantly, iii) cow other Muslim states into total submission.

The US did not realize the extent of Iraqi's desperation after living under Saddam's godless rule and the US murderous sanctions for years. It made the strategic mistake of occupation as a result of looking only at Iraq's weakness and international isolation.

The godless regime of Saddam could go even to kill its people for Israel, just as it did so to please the US with a decade long war on Iran. The U.S. could have avoided the hard job of sustaining occupation, provided its administration had mustered enough sanity before giving two green signals: one to Israel on June 7, 1981 to attack Iraq's nuclear facilities and other to Iraq shortly before August 2, 1990 to invade Kuwait.

The US is now destined to fail in achieving a "huge boost" for the promoters of "the war of ideas" because it cannot establish half as godless a rule as the world witnessed under the Baathists. Those who scoff at the concept of power in Islam don't know what they're talking about. But those who think this is a done deal don't know its requirements in Iraq and elsewhere.

If Iraq is going to be made to work as a model of secular "democracy," the world will have to accept being reasonably hypocrite like the advocates of clash with Islam. It will have to settle for its second-best dream — a return to secular tyranny — in order to avoid the first-class nightmare of modern age: an Islamic Iraq. That is what the world has exactly done in the case of Afghanistan.

The US is destined to fail in convincing Iraqis with the twisted logic that they should accept a system that "does not mandate Sharia law as the constitution," but accepts Islam as "the official religion of the state and ...an important basis for legislation and governance."[1]

Do you see the confusion: Islam is the "basis for legislation," but there is no place for *Shari'ah*. This confusion is not even conjecture, let alone idea.

Even the "moderates," whom Friedman wants to promote as allies of the West, admit that *Shari'ah* "is the essence of Islam." Muqtedir Khan stressed this point in his PBS debate with Daniel Pipes in 2003.[2]

The warriors have yet to take some time off their promoting a war within and on Islam to explain how Islam could be a source of governance and legislation without any reference to *Shari'ah*. It proves that the classifiers of Islam, the scare mongers of its threat, are not even aware of its ABC.

Leaving some "moderates" aside, Muslims will never accept Islam's "symbolic place in governance."[3] It is obligatory that they live by it, not to use it for symbolic purposes. By now they have taken enough lesson from their groping in the dark for the same reason of limiting themselves to slogans and symbolism.

For the advocates of war, it is very easy to quote a Muslim writer out of context to give the impression that like all Muslims, Iraqis "are not brothers — there are problems [they] inherited from...history and social makeup." But it is very difficult to show Iraqis united under the banner and with the bond of much trumpeted secularism.

In short, the serious threat to the US struggle in Iraq is not the "Baathist thugs" or "Islamists," but the advisors of war to the US administration. What they now promote as freedom and democracy are well exposed covers for hiding the crimes of the US establishment against humanity and the real objectives behind the direct occupations.

According to Frum and Perle, "We must discredit and defeat the extremist Islamic ideology...the great evil of our time, and the war against this evil [is] our generation's great cause.... There is no middle way for Americans; it is victory or holocaust."[4]

What the warriors on Islam's way of life need is total solution — annihilation of a people. If Hitler could not succeed in this kind of struggle, no one will.

Can these promoters of war accept their responsibility and share in the U.S. crimes against humanity? If they can, we will witness a break in hostilities and may see an end to the so-promoted "clash *of* civilizations." If they can't, they will keep the U.S. bogged down in the Iraqi and other quagmires of occupation till the shortest lived empire breathes its last.